اقبالیات (اردو)

جولائی تا ستمبر، ۱۹۷۸ء

مدیر:

ڈاکٹر محمد معزالدین

اقبال اکادمی پاکستان

عنوان	:	اقبالیات (جولائی تا ستمبر، ۱۹۷۸ء)
مدیر	:	محمد معزالدین
پبلشرز	:	اقبال اکادمی پاکستان
شہر	:	لاہور
سال	:	۱۹۷۸ء
درجہ بندی (ڈی۔ڈی۔سی)	:	۱۰۵
درجہ بندی (اقبال اکادمی پاکستان)	:	8U1.66V11
صفحات	:	۱۲۵
سائز	:	۵ء۲۴×۵ء۱۴س م
آئی۔ایس۔ایس۔این	:	۰۷۷۳-۰۰۲۱
موضوعات	:	اقبالیات
	:	فلسفہ
	:	تحقیق

مندرجات

جلد: ۱۹ | اقبال ریویو: جولائی تا ستمبر، ۱۹۷۸ء | شمارہ: ۲

اقبال ریویو

مجلّہ اقبال اکادمی پاکستان

یہ رسالہ اقبال کی زندگی، شاعری اور فکر پر عملی تحقیق کے لیے وقف ہے۔ اور اس میں علوم وفنون کے ان تمام شعبہ جات کا تنقیدی مطالعہ شائع ہوتا ہے۔ جن سے انہیں دلچسپی تھی۔ مثلاً اسلامیات، فلسفہ، تاریخ، عمرانیات، مذہب، ادب، فن، آثاریات، وغیرہ

بدل اشتراک

چار شماروں کے لیے

پاکستان	بیرونی ممالک
15 روپے	5 ڈالر 1.75 پونڈ

قیمت فی شمارہ

پاکستان	بیرونی ممالک
4 روپے	1.50 ڈالر .50 پونڈ

مضامین برائے اشاعت

معتمد مجلس ادارت، ''اقبال ریویو'' 2B/90، گلبرگ ۳ لاہور کے پتے پر ہر

مضمون کی دو کاپیاں ارسال فرمائیں۔ اکادمی کسی مضمون کی گمشدگی کی کسی طرح بھی ذمہ دار نہ ہو گی۔

ناشر و طابع: ڈاکٹر محمد معز الدین، معتمد، مجلس ادارت و ناظم، اقبال اکادمی پاکستان لاہور

مطبع: زرین آرٹ پریس، ۶۱، ریلوے روڈ، لاہور
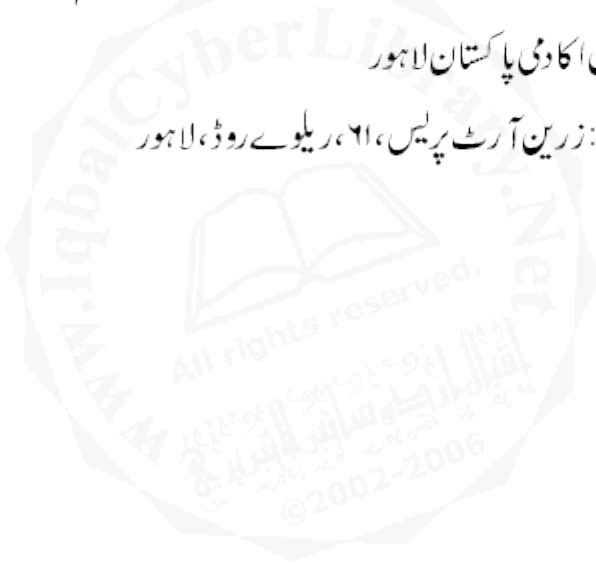
اقبال ریویو

مجلہ اقبال اکادمی پاکستان

جلد ۱۹ جولائی ۱۹۷۸ بمطابق شعبان ۱۳۹۸ نمبر ۲

مندرجات

اقبال اور اردو

مرتضیٰ اختر جعفری

مرزا غالب پر تنقید کرتے ہوئے اپنے ایک مقالے میں پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم نے ایک بڑا خوب صورت فقرہ لکھا ہے کہ ''مجھ سے پوچھا جائے کہ ہندوستان کو مغلیہ سلطنت نے کیا دیا تو میں یہ تین نام لوں گا غالب، اردو اور تاج محل'' اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں کی دو سو سال کی مسلسل جدو جہد آزادی نے ہمیں کیا دیا تو میں بے اختیار یہ تین نام لوں گا اقبال، پاکستان اور اردو اور ان تینوں کا ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا ربط ہے جو کسی صورت میں بھی جدا نہیں کیا جا سکتا اردو اور پاکستان ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لے اردو کا پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت سے رائج ہونا بے حد ضروری ہے کیونکہ اردو نے پاکستان بننے سے پہلے غیر منقسم ہندوستان میں پاکستان کے معرض وجود میں آنے اور اس کے استقلال کے لیے جو جدوجہد کی وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں اور پھر پاکستان بننے کے بعد دہلی کی گلیاں اور لکھنو کے کوچے چھوڑ کر لاکھوں مہاجروں کے ساتھ ہجرت کر کے پاکستان آ گئی، یعنی اس مظلوم نے پاکستان کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا، لیکن پاکستان میں آج تیس سال گزر جانے کے باوجود بھی اس کو اس کا اصلی مقام نہ مل سکا۔

جہاں تک پاکستان اور اقبال کا ایک دوسرے سے ربط ہے، اس کے بارے

میں میرا کچھ عرض کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی اقبال وہ شخص ہیں جنھوں نے سب سے پہلے پاکستان کا واضح تصور پیش کیا اور مسلمانان برصغیر کی بقا وفروغ کی خاطر ان کے لیے ایک الگ مملکت قائم کر کے اس میں اسلام کی بنیادوں پر نظام چلانے کا خواب دیکھا۔

اقبال اور اردو کا تعلق اتنا اہم اور گہرا ہے کہ ان دونوں کا ایک دوسرے کے بغیر تصور کرنا ناممکن ہے پاکستان بننے سے پہلے بھی پنجاب کا دار الخلافہ لاہور اردو زبان وادب کا مرکز رہا ہے انیسویں صدی کے آخر اور بیسویں صدی کی ابتدا میں زندہ دلان لاہور نے اردو زبان وادب کی جو خدمات سرانجام دیں ان کی ایک تاریخی حیثیت ہے، اور خاص طور پر شیخ سر عبدالقادر کے یادگار رسالے ''مخزن'' کی وساطت سے اردو زبان کی جو لافانی خدمت ہوئی اس کی نظر نہیں ملتی یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ اقبال کو ان کے ابتدائی ادبی دور میں لوگوں سے متعارف کرانے کا سہرا بھی ''مخزن'' کے سر ہے چنانچہ اس سلسلے میں سر عبدالقادر ''بانگ درا'' کے دیباچے میں لکھتے ہیں

''لاہور میں ایک ادبی مجلس قائم ہوئی جس میں مشاہیر شریک ہونے لگے اور نظم ونثر کے مضامین کی اس میں مانگ ہوئی شیخ محمد اقبال نے اس کے ایک جلسے میں اپنی وہ نظم جس میں ''کوہ ہمالیہ'' سے خطاب ہے، پڑھ کر سنائی اس میں انگریزی خیالات تھے اور فارسی بندشیں اس پر خوبی یہ کہ وطن پرستی کی چاشنی اس میں موجود تھی مذاق، زمانہ اور ضرورت وقت کے موافق ہونے کے سبب بہت مقبول ہوئی اور کئی طرف سے فرمائشیں ہونے لگیں کہ اسے شائع کیا جائے، مگر شیخ صاحب یہ

عذر کر کے کہ ابھی نظر ثانی کی ضرورت ہے اسے اپنے ساتھ لے گئے اور وہ اس وقت چھپنے نہ پائی اس بات کو تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ میں نے ادب اردو کی ترقی کے لیے رسالہ ''مخزن'' جاری کرنے کا ارادہ کیا اس اثنا میں شیخ محمد اقبال سے میری دوستانہ ملاقات پیدا ہو چکی تھی میں نے ان سے وعدہ کیا کہ اس رسالہ کے حصہ نظم کے لیے وہ نئے رنگ کی نظمیں مجھے دیا کریں گے پہلا رسالہ شائع ہونے کو تھا کہ میں ان کے پاس گیا اور میں نے ان سے کوئی نظم مانگی انہوں نے کہا ابھی تیار نہیں میں نے کہا ''ہمالہ'' والی نظم دے دیجئے اور دوسرے مہینے کے لئے کوئی اور لکھیے انہوں نے اس نظم کو دینے میں پس و پیش کی کیونکہ انہیں یہی خیال تھا کہ اس میں کچھ خامیاں ہیں مگر میں دیکھ چکا تھا کہ وہ بہت مقبول ہوئی اس لیے میں نے زبردستی وہ نظم ان سے لے لی اور مخزن کی پہلی جلد کے پہلے نمبر میں جو اپریل 1901ء میں نکلا شائع کر دی یہاں سے گویا اقبال کی اردو شاعری کا پبلک طور پر آغاز ہوا۔''

اقبال کو اردو زبان و ادب سے بے انتہا محبت تھی وہ اپنے زمانے میں بھی اس زبان کو ایک اونچی مسند پر دیکھنا چاہتے تھے اور جب اس بے چاری کو بے توجہی کا شکار دیکھا تو اپنی ایک نظم میں جو انہوں نے مرزا غالب کے بارے میں لکھی تھی، اس زبان کی زبوں حالی اور آشفتگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

گیسوئے اردو ابھی منت پذیر شانہ ہے
شمع یہ سودائی، دل سوزی، پروانہ ہے

ان کے نزدیک شمع اردو کو روشن رکھنے اور اسے جلا بخشنے کے لیے پروانوں کی

ضرورت ہے کیونکہ ہر شمع کی رونق اس کے پروانوں کی تعداد پر ہوتی ہے اس بات کو مدنظر رکھ کر اقبال نے گیسوئے اردو خود بھی سنوارے اور دوسروں کو بھی ان کے سنوارنے کی طرف متوجہ کیا اقبال کی نظم ونثر کی خصوصیات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اپنی کتاب ''اقبال اور قومی زبان'' میں لکھتے ہیں:

''ان کے اردو کلام نے جس میں فکرونظر کی وسعت اور شعریت وتغزل کا حسین امتزاج ہے اردو میں اظہار بیان کے اعلیٰ ترین پیرائے پیدا کیے۔ شاعری کے علاوہ اقبال نے اردو زبان کی ایک اور اہم خدمت بھی انجام دی جس کا جائزہ پوری طرح نہیں لیا گیا یہ اقبال کی علمی نثر ہے۔''

اقبال کی اردو زبان سے محبت کا ایک ثبوت اس خط سے بھی ملتا ہے جو انہوں نے سید نصیر الدین ہاشمی کے نام مئی 1925 کو تحریر کیا تھا جب سید نصیر الدین ہاشمی نے اپنی مشہور کتاب ''دکن میں اردو'' ان کو بھجوائی تو اس کتاب کے مطالعے کے بعد جو خط لکھا، اس میں لکھتے ہیں:

''دکن میں اردو، نہایت مفید کتاب ہے، خصوصاً اس کا پہلا حصہ جو میں نے نہایت غور سے پڑھا ہے اردو زبان اور لٹریچر کی تاریخ کے لیے جس قدر مسالہ ممکن ہو جمع کرنا ضروری ہے غالباً پنجاب میں بھی کچھ پرانا مسالہ موجود ہے اگر اس کے جمع کرنے میں کسی کو کامیابی ہوگئی تو مورخ اردو کے لیے نئے سوالات پیدا ہوں گے''

اقبال کی یہ آرزو بھی پوری ہوئی اور ایک دانش ور مولانا محمود شیرانی نے ان کی اس خواہش کو پورا کیا اور بقول علامہ اقبال کے پنجاب میں جو پرانا مسالہ موجود تھا

اس کو جمع کیا اور ''پنجاب میں اردو'' جیسی عظیم کتاب تالیف کی۔

اردو زبان کی ترقی اور بقا کے لیے اقبال ہمیشہ ہمہ تن آمادہ رہے جس کا ثبوت اقبال کے اس خط سے جو انہوں نے مولوی عبدالحق کے نام 27 ستمبر 1936ء کو لکھا تھا ملتا ہے مولوی عبدالحق نے اقبال کو اردو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی یہ وہ زمانہ تھا جبکہ علامہ اقبال اکثر بیمار رہا کرتے تھے، لیکن اس علالت کے باوجود جن الفاظ میں انہوں نے مولوی صاحب کے خط کا جواب دیا ان کی اردو کے ساتھ محبت اور عقیدت کا زندہ ثبوت ہے لکھتے ہیں:

''بہر حال اگر اردو کانفرنس کی تاریخوں تک میں سفر کے قابل ہو گیا تو انشاءاللہ ضرور حاضر ہوں گا لیکن اگر حاضر نہ بھی ہو سکا تو یقین جانیے کہ اس اہم معاملے میں کلیۃً آپ کے ساتھ ہوں اگرچہ میں اردو زبان کی بحیثیت زبان خدمت کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا تاہم میری لسانی عصبیت دینی عصبیت سے کسی طرح کم نہیں۔''

یہاں اقبال نے جو عصبیت کا لفظ استعمال کیا وہ تعصب کے معنوں میں نہیں اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار فرماتے ہیں:

''عصبیت اور تعصب دو الگ الگ کیفیتوں اور مختلف معنوں کے حامل ہیں اپنی میراث سے محبت کا جذبہ، صادق عصبیت کہلاتا ہے اور دوسروں کے خلاف بلا وجہ نفرت و حقارت کا جذبہ تعصب کہلاتا ہے اس لیے عصبیت جہاں مستحسن ہے وہاں تعصب مذموم''

ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار کی اس وضاحت سے، کہ عصبیت اپنی میراث سے محبت کے جذبہ، صادق کو کہتے ہیں، اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال اردو کو اپنے بزرگوں کی

میراث سمجھتے ہیں اوراس میراث میں ہمیشہ اضافے کے خواہاں تھے اور اکثر اپنے دوست، احباب اور متعلقین کو اس زبان کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ۔

اس خط میں آگے چل کر علامہ اقبال تمنا کرتے ہیں کہ اردو کی ترقی اور مقبولیت کے لیے پنجاب کو مرکز بنانا چاہیےاوراس کے لیے دلیل پیش کرتے ہوئےفرماتے ہیں

’’یہاں کے لوگوں میں اثر قبول کرنے کا مادہ زیادہ ہے سادہ دل صحرائیوں کی طرح ان میں ہر قسم کی باتیں سننے اور ان سے متاثر ہو کر ان پر عمل کرنے کی صلاحیت اور مقامات سے بڑھ کر ہے۔‘‘

28اپریل 1938ء کو اقبال نے اپنی موت سے فقط ایک سال پہلے مولوی عبدالحق صاحب کو خط لکھتے ہوئے اس آرزو کا اظہار کیا ہے:

’’کاش میں اپنی زندگی کے باقی دن آپ کے ساتھ رہ کر اردو کی خدمت کر سکتا،لیکن افسوس! ایک علالت پیچھا نہیں چھوڑتی، دوسرے بچوں کی خبر گیری اور ان کی تعلیم وتربیت کا فکر افکار دامن گیر ہیں۔‘‘

اقبال اردو کو اس کا جائز مقام دلوانے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے ان کا منشا تھا کہ کس طرح اردو برصغیر کی زبان کے طور پر رواج پائے اس سلسلے میں مولوی عبدالحق کے نام 8 اکتوبر 1938ء کو ایک خط تحریر کرتے ہیں جس میں لکھنو میں مسلم لیگ کے جلسے میں اردو کے بارے میں قرارداد منظور کرانے کی تجویز پیش کرتے ہیں فرماتے ہیں:

’’میں نے سنا ہے، لیگ کی طرف سے آپ کو بھی لکھنو آنے کی دعوت دی گئی ہے براہ عنایت اس سفر کی زحمت ضرور گوارا فرمائیے اردو کے متعلق اگر لیگ کے

کھلے سیشن میں کوئی مناسب قرارداد منظور ہو جائے تو مجھے یقین ہے کہ اس کا اثر بہت اچھا ہوگا۔''

اقبال کی اردو ادب اور زبان سے بے انتہا محبت اور عقیدت کے حال کا اس بات سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اردو کے دیرینہ شیدائی مولوی عبدالحق کو اردو زبان و ادب کی خدمت کی قدر شناسی کے صلے میں الہ آباد یونیورسٹی نے ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری عطا کی اس خبر سے علامہ اقبال کو بے حد خوشی ہوئی اور الہ آباد یونیورسٹی کے اس اقدام کو نہایت مستحسن قرار دیا یونیورسٹی کو قابل مبارکباد گردانتے ہوئے اپنے 23 ستمبر کے خط میں لکھتے ہیں:

''الہ آباد یونیورسٹی سے ڈی لٹ کی اعزازی ڈگری آپ کو مبارک ہو حقیقت یہ ہے کہ الہ آباد یونیورسٹی نے آپ کی قدر شناسی کر کے اہل ہنر کی نگاہوں میں خود کو مستحق مبارکباد کرلیا ہے اس واسطے آپ کو مبارکباد دیتے ہوئے میں الہ آباد یونیورسٹی کو ان کی نکتہ شناسی پر مبارکباد دیتا ہوں۔''

اردو زبان و ادب کی ایک زمانے تک خدمت کرنے اور اشعار کے مجموعے تخلیق کرنے کے باوجود فروتنی اور کسر نفسی کا یہ عالم تھا کہ جون 1921ء میں ایک شخص ماسٹر طالع محمد نے جلال پور جٹاں ضلع گجرات پنجاب سے خط لکھ کر دریافت کیا:

''جب الفاظ عربی یا فارسی سے اردو میں منتقل ہوتے ہیں تو بعض اوقات اردو میں آن کر تلفظ بدل جاتا ہے۔۔۔۔۔ مگر بعض باریک بین اور نفاست پسند حضرات اصل زبان کے تلفظ کو اردو میں خواہ مخواہ ٹھونسنے پر ادھار کھائے ہوئے ہیں

اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا اصل زبان کے تلفظ کو صحیح تصور کیا جائے یا وہ تلفظ صحیح ہے جو اہل زبان (دہلوی اور لکھنوی ادیب یا ان کا خواندہ طبقہ) استعمال کرتے ہیں؟''

ماسٹر طالع محمد کے اس خط کے جواب میں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت علامہ اقبال ان کو صحیح تلفظ بنا سکتے تھے، کیونکہ ان کی عربی اور فارسی کی استعداد کسی سے کم نہیں تھی، لیکن بجائے خود جواب دینے کے ان کو اس دور کے عظیم علما سے رجوع کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جس قسم کی تحقیق زبان آپ کو مطلوب ہے، افسوس کہ میں اس میں آپ کی کوئی امداد نہیں کر سکتا غالباً لکھنو سے آپ آدھ رسالہ مرزا یاس عظیم آبادی ایڈیٹر، کار امروز لکھنو اور مرزا عزیز لکھنوی، اشرف منزل لکھنو، سے خط وکتابت کریں وہ آپ کو صحیح مشورہ دے سکیں گے میں آپ کی قدر ومنزلت کرتا ہوں کہ اس زمانے میں اور ایسے مقام پر آپ کو صحیح اردو کا ذوق ہے۔''

اپنے وطن سے دور غیر ملک میں جب کسی اجنبی کو اپنی زبان میں باتیں کرتے سنا جائے تو کتنی خوشی اور کتنی تقویت ہوتی ہے سر احساس غرور سے بلند ہو جاتا ہے اور اپنی زبان کی عظمت کا احساس ہوتا ہے۔

جب علامہ اقبال نے سفر انگلستان کے دوران سویز کی بندرگاہ عدن پر ایک مصری دکان دار کو اردو بولتے ہوئے سنا تو بے حد خوشی کا اظہار انہوں نے اپنے ایک دوست محمد دین فوق کے نام ایک خط میں کیا جو انہوں نے 25 نومبر 1905ء کو کیمبرج سے لکھا لکھتے ہیں:

''ایک نوجوان مصری دکاندار سے میں نے سگریٹ خریدنے چاہے اور باتوں باتوں میں اس سے کہا کہ میں مسلمان ہوں، مگر میرے سر پر چونکہ انگریزی ٹوپی تھی اس نے ماننے میں تامل کیا اور مجھ سے کہا تم ہیٹ کیوں پہنتے ہو؟ (تعجب ہے کہ یہ شخص ٹوٹی پھوٹی اردو بولتا تھا جب وہ میرے اسلام کا قائل ہو کر یہ جملہ بولا تم بھی مسلم ہم بھی مسلم، تو مجھے بڑی مسرت ہوئی)''

اقبال محض مسلمانوں کے ایک قومی شاعر نہ تھے بلکہ فاضل ایک ایسی شخصیت تھے جن کی اپنی قومی زبان اردو کے ادب پر گہری نظر تھی شیخ اکرام صاحب نے جب اپنی کتاب ''غالب نامہ'' آپ کو بھیجی تو اس کے تنقیدی مطالعے کے بعد شیخ صاحب کو 12 مئی 1938ء کو جو خط لکھا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے مرزا غالب کی شاعری کا بڑا گہرا مطالعہ کیا تھا اور ان کی شاعری کی نزاکتوں سے بخوبی واقف تھے، بیدل کی تقلید میں غالب کے ہاں جو خامیاں نظر آئیں، ان کی طرف بھی اس خط میں اشارے ملتے ہیں اپنے اس خط میں ''غالب نامہ'' کی تعریف کی اور کتاب میں شیخ اکرام کے جن آرا سے اتفاق نہیں کیا تھا صاف صاف لکھ دیا فرماتے ہیں:

''عنایت نامے اور کتاب کے لیے۔۔۔۔شکریہ قبول فرمائیے آپ نے مقدمہ کی تیاری اور غالب کی تاریخ وار نظموں کی ترتیب میں محنت و کاوش سے کام لیا ہے بلا شبہ آپ نے غالب پر ایک نہایت عمدہ تصنیف پیش کی ہے اگرچہ مجھے آپ کے چند نتائج سے اتفاق نہیں میرا ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ حضرت غالب کو اردو نظم میں بیدل کی تقلید میں ناکامی ہوئی غالب نے

بیدل کے الفاظ کی نقالی ضرور کی، لیکن بیدل کے معانی سے اس کا دامن تہی رہا بیدل کا رہوار فکر اپنے ہم عصروں کے لیے ذرا گریزپا تھا۔''

1903ء میں ملک کے بعض اخبارات اور رسائل میں اہل پنجاب کی اردو پر اعتراضات ہو رہے تھے ان میں خاص طور پر علامہ اقبال اور خوشی محمد ناظر کی شاعری اور زبان کو اعتراضات کا نشانہ بنایا جا رہا تھا ان معترضین میں میر ممتاز علی ایڈیٹر ''تالیف و اشاعت'' اور ایک شخص انبالوی صاحب اور ایک دوسرے حضرت جو اپنے نام کے بجائے ''تنقید ہمدرد'' لکھتے تھے، پیش پیش تھے۔ ان لوگوں کے اعتراضات کے جواب میں حضرت علامہ اقبال نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ ارشادات اردو ادب کے مستقبل کے لیے ایک نیک فال ثابت ہوئے علامہ صاحب اپنے مقالے ''اردو زبان پنجاب میں'' جو اکتوبر 1906ء کے ''مخزن'' میں چھپا تھا، ارشاد فرماتے ہیں:

''آج کل بعض اخباروں اور رسالوں میں اہل پنجاب کی اردو پر بڑی لے دے ہو رہی ہے اور یہ ایک عجیب بات ہے کہ اس بحث کے فریق زیادہ تر ہمارے نئے تعلیم یافتہ نوجوان ہیں ادھر ایک صاحب ''تنقید ہمدرد'' جو اخلاق جرأت کی کمی یا کسی نامعلوم مصلحت کے خیال سے اپنے نام کو اس نام کی نقاب میں پوشیدہ رکھنا چاہتے ہیں، ناظر اور اقبال کے اشعار پر اعتراض کرتے ہوئے پنجابیوں کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ ادھر ہمارے معزز و محترم دوست میر ممتاز علی ایڈیٹر، تالیف و اشاعت، اور انبالوی صاحب اپنے محققانہ مضامین سے اپنی وسعت خیال کا ثبوت دیتے ہیں ہمارے دوست ''تنقید

ہمدرد'' اس بات پر مصر ہیں کہ پنجاب میں غلط اردو مروج ہونے سے بہتر ہے کہ اس صوبے میں اس زبان کا رواج ہی نہ ہو، لیکن یہ نہیں بتاتے کہ غلط اور صحیح کا معیار کیا ہے۔۔۔ جو زبان ابھی زبان بن رہی ہو اور جس کے محاورات اور الفاظ جدید ضروریات کو پورا کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً اختراع کیے جا رہے ہوں اس کے محاورات وغیرہ کی صحت وعدم صحت کا معیار قائم کرنا میری رائے میں محالات سے ہے ابھی کل کی بات ہے، اردو جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں تک محدود تھی مگر چونکہ بعض خصوصیات کی وجہ سے اس میں بڑھنے کا مادہ تھا اس واسطے اس بولی نے ہندوستان کے دیگر حصوں کو بھی تسخیر کرنا شروع کیا اور کیا تعجب ہے کہ کبھی تمام ملک ہندوستان اس کے زیر نگیں ہو جائے۔ ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں کہ جہاں جہاں اس کا رواج ہو وہاں کے لوگوں کا طریق معاشرت، ان کے تمدنی حالات اور ان کا طرز بیان اس پر اثر کیے بغیر نہیں رہے علم السنہ کا یہ ایک مسلم اصول ہے جس کی صداقت اور صحت تمام زبانوں کی تاریخ سے واضح ہوتی ہے اور یہ بات کسی لکھنوی یا دہلوی کے امکان میں نہیں کہ اس اصول کے عمل کو روک سکے۔''

ان کوتاہ اندیشوں کے تعصب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آگے چل کر فرماتے ہیں:

''تعجب ہے کہ۔۔۔۔۔۔ فارسی اور انگریزی کے محاورات کے لفظی ترجمے کو بلا تکلف استعمال کرو، لیکن اگر کوئی شخص اپنی اردو تحریر میں کسی پنجابی محاورے کا لفظی ترجمہ یا کوئی پر معنی پنجابی لفظ استعمال کر دے تو اس کو کفر و

شرک کا مرتکب سمجھو۔ اور باتوں میں اختلاف ہو تو ہو مگر یہ مذہب منصور ہے کہ اردو کی چھوٹی بہن یعنی پنجابی کا کوئی لفظ اردو میں گھسنے نہ پائے یہ قید ایک ایسی قید ہے جو علم زبان کے اصولوں کے صریح مخالف ہے اور جس کا قائم اور محفوظ رکھنا کسی فرد بشر کے امکان میں نہیں ہے۔''

اس تمام لے دے کے بعد جو سراسر دشمنی اور عناد پر قائم تھی علامہ اقبال نے اپنی کشادہ دلی اور وسیع مشربی کا ثبوت دیتے ہوئے بڑے خوب صورت انداز میں بحث کو ختم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ کے مضمون سے میری طبیعت تحقیق کی طرف مائل ہوئی، اور کیا تعجب ہے کہ میرا جواب آپ کی طبیعت پر بھی اثر کرے آپ مطمئن رہیں مجھے اساتذہ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں ہے اگر اہل پنجاب مجھ کو یا حضرت ناظر کو بہمہ وجوہ کامل خیال کرتے ہیں تو ان کی غلطی ہے، زبان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے اور یہ ایک ایسی دشوار گزار وادی ہے کہ یہاں قدم قدم پر ٹھوکر کھانے کا اندیشہ ہے قسم بخدائے لایزال میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ بسا اوقات میرے قلب کی کیفیت اس قسم کی ہوتی ہے کہ میں باوجود اپنی بے علمی اور کم مائیگی کے شعر کہنے پر مجبور ہو جاتا ہوں، ورنہ مجھے زبان دانی کا دعویٰ ہے نہ شاعری کا۔''

رقم مشہدی میرے دل کی بات کہتے ہیں:

نیم من در شمار بلبلاں اما باین سارم
کہ من ہم در گلستان قفس مشت پرے دارم

علامہ اقبالؒ اور حسینؒ ابن منصور حلاج

محمد ریاض

(''کتاب الطّواسین'' کا اردو ترجمہ)

تعارف فیہ حسین بن منصور حلاج بیضاوی (م 309-921) محتاج تعارف نہیں ''کتاب الطّواسین'' ان کی گفتار کا مجموعہ ہے اس کا عربی متن نامعلوم ان کے کس ارادت مند نے جمع کیا، مگر فارسی میں ترجمہ شدہ متن شطاح شیراز شیخ روز بہان دیلمی بقلی فسائی (م 606/209) کا ہے مشہور فرانسیسی مستشرق لوئی میسینو (Louis Massigon) نے ان دونوں متون کو قدیم قلمی نسخوں کی مدد سے مرتب وموضح اور ایک مبسوط فرانسیسی مقدمے کے ساتھ 1913ء میں پیرس سے شائع کیا کہیں کہیں انہیں صرف عربی یا فارسی متن ہی ملا، مگر پیشتر صورتوں میں دونوں متون دستیاب تھے جنہیں متقابل کالموں میں شائع کیا گیا ہے دونوں متون بیشتر یکساں نوعیت کے ہیں، اس لیے دونوں کے ترجمے کی ضرورت نہ تھی یہ ترجمہ عربی متن کے مطابق ہے مگر جہاں صرف فارسی متن دستیاب تھا، یا فارسی عبارت عربی عبارت سے کامل تر تھی، وہاں اس متن کا ترجمہ کردیا گیا اور علامت ''ف'' کو قوسین میں لکھ دیا گیا۔ لوئی میسینو نے سچ لکھا ہے کہ اس متن کے بعض حصے ناقابل فہم اور پریشان گفتاری کے بمصداق ہیں، مگر ہم نے متن کے مطابق بامحاورہ ترجمہ اور کہیں کہیں ترجمانی پیش کرنے کی حتی المقدور کوشش کی ہے۔

”کتاب الطّواسین“ اقبال کی محبوب ترین کتابوں میں سے ایک تھی اور اس کے انعکاسات اقبال کی کئی تصانیف، خصوصاً ”جاوید نامہ“، ”مثنوی گلشن راز جدید“ اور ”ارمغان حجاز“ سے مبرہن ہیں حقیقت محمدیہ ﷺ کے سلسلے میں اقبال کے اشعار ”گفتار حسین ابن حلاج“ کا آزاد ترجمہ ہے اس طرح انا الحق کی بعض نئ تعبیرات پیش کرنے، نیز ابلیس یا شیطان کے ساتھ دلچسپ ہمدردانہ رویہ دکھانے میں، اس کتاب نے بظاہر اقبال پر اثر کیا ہے ہم نے فائدہ مزید کی خاطر ایسے مزید موارد کے بعض اشعار اقبال اور ان کی کتابوں کے حوالوں کو حواشی میں نقل کر دیا ہے پیراگراف پر ہم نے بھی متن کے مطابق نمبر ڈال دیے ہیں۔

”کتاب الطّواسین“ چونکہ مدتوں سے کم یاب بلکہ نایاب ہے، اور اس کی زبان بھی مرموز اور ادق ہے، اس لیے امید ہے کہ اس ترجمے کے ذریعے اقبال دوست اور اقبال شناس حضرات اس کتاب کے محتویات سے آگاہ ہوں گے۔

اصل متن کی خاطر دیکھیے ”کتاب الطّواسین“ مذکورہ صفحہ 9 تا 78

طاسین سراج محمدی ﷺ

(1) (حسین بن منصور) حلاج نے فرمایا: طاسین محمدؐ ایک چراغ تھا جو غیب کی روشنی کے ساتھ نمودار ہوا اور دوبارہ غیب میں چلا گیا یہ چراغ اپنے ہمسر چراغوں سے آگے نکل گیا وہ چاند سے منورتر اور اس کی روشنی کا سرور بنا اس نے نورانی کروں کو تجلی دی وہ ایسا خدائی ستارہ تھا جس کا برج اسرار کے فلک میں تھا خدائے تعالٰی نے ہمت افزائی کی خاطر اسے ”امی“ کہا، اپنی نعمتوں کی تکریم کی

خاطر ''حرمی''اور اپنے نزدیک اسے تمکن دینے کے لئے ''مکی''

(2) خدا نے نبیؐ کی شرح صدر فرمائی، آپؐ کا مرتبہ بلند کیا اور آپؐ کا وہ بوجھ دور کردیا جس نے ان کی کمر جھکا کے رکھ دی تھی (قرآن مجید، سورہ 94) نبیؐ کے حکم کی اطاعت واجب کر دی گئی، اور آپ کے بدر کو یمامہ کے بادلوں سے باہر لایا گیا خدائے تعالیٰ نے آپ کے آفتاب کو تہامہ (شرق حجاز) سے طلوع فرمایا اور یوں آپ کا نور عظمت کی معدن کے باہر آکر چمکنے لگا۔

علامہ اقبالؒ اور حسین ابن منصور حلاج

(3) کتنے ہیں جنہوں نے نبیﷺ کی بصیرت کا ذکر کیا ہے جس کسی نے آپؐ کی سنت پر عمل کرنے کا کہا، اس نے آپؐ کی سیرت حقہ کی متابعت کا کہا، اور جس کسی نے آپؐ سے روگردانی کی، وہ وبال میں پھنسا نبی اکرمؐ نے جو دیکھا ہے، اس کی خبر دی ہے آپؐ نے پہلے دلیل دی، پھر (کسی مناہی سے) منع فرمایا ہے

(4) ازروئے تحقیق، حضرت صدیقؓ (ابوبکر) سے بہتر کسی سے نبیؐ کو نہ پہچانا جناب ابوبکرؓ نے پہلے نبیؐ سے مناسبت طبع پیدا کی، پھر ان کی رفاقت اختیار فرمائی ان دونوں کی رفاقت (کے راز و نیاز) میں کوئی دوسرا شریک نہ تھا

(5) کوئی عارف بھی پیغامبرؐ کی معرفت حاصل نہ کر سکا، البتہ عرفا آپؐ کے اوصاف بیان کرتے کرتے گنگ ہو گئے جس کسی کو خدا نے کشف کی توفیق نہ دی، اسے نبی اکرمؐ کے اوصاف کا کچھ علم نہ ہوا اللہ تعالیٰ نے خود فرما دیا ہے جن لوگوں کو کتاب دی گئی ہے وہ نبیؐ کو یوں پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو ان لوگوں کا ایک

گروہ البتہ جان بوجھ کر حق کو چھپاتا ہے (146/2)

(6) نبی اکرمؐ کے نور سے انوار نبوت نمودار ہوئے سب انوار آپ کے نور سے ہی ظاہر ہوئے حقیقت یہ ہے کہ اس صاحب کرم کے نور کے ماسوا کوئی دوسرا نور اتنا روشن، نمایاں اور حقیقتاً موجود ہی نہیں ہے۔

(7) آپ کی ہمت سب پر سبقت لے گئی۔ آپ کا وجود عدم سے آگے نکل گیا اور آپ کا نام نامی قلم سے فراتر ہوا اس لیے کہ آپ قلم سے قبل موجود تھے آپؐ ورائے آفاق ہیں اور ظرف، شرف، عرفان، انصاف، رافت، خوف اور عاطفے میں کوئی دوسرا آپؐ سے بڑھ کر نہیں ہے سرور خلائق آپؐ ہی ہیں آپ کا نام نامی احمدؐ اور عرف اوحد (بے نظیر) ہے آپ کا حکم موکد بہ اطاعت، آپؐ ذات عظیم، آپ کی صفت امجد اور ہمت بے مثل و منفرد ہے۔

(8) آپؐ ظاہر ہیں، مگر صاحب باطن بھی ہیں آپ کی نظر، عظمت، شہرت، نور، قدر و منزلت اور بصیرت کو زوال نہیں آپؐ وقوع پذیر حوادث بلکہ عوالم کے وجود سے قبل بھی مشہور تھے آپؐ ازل سے قبل موجود تھے اور آپ کے جواہر ابد کے بعد بھی مذکور ہیں آپ کا جوہر پاکیزہ ہے اور آپ کا کلام مظہر نبوت، آپ کا مرتبہ علم انتہائی بلند ہے اور آپ کا جوہر نور نہ شرقی ہے اور نہ غربی (دیکھیے قرآن مجید 25/35) آپ کی آبائی بلند نسبت آپؐ کے لقب امی سے ہویدا ہے۔

(9) نبی پاکؐ کے اشارے سے لوگوں کی معنوی آنکھیں روشن ہوئیں اور وہ کسی قدر اسرار و رموز جان سکے حق آپ کی زبان پر جاری رہا اور رہنمائی آپ کا صدقہ بنی رہی صدق کو آپؐ نے حریت دی آپؐ دلیل تھے اور مدلول بھی قلوب

بستہ کی زنجیروں کو آپؒ نے ہی کھولا زنگ آلود سینوں کا زنگ آپ نے ہی صیقل فرمایا آپ ایسے قدیم اور غیر حادث کلام کے ساتھ آئے جو مقتول ہے نہ مفعول بلکہ غیر مفعول اور حسن سے موصول ہے آپؒ نے معقولات سے خارج نہایت اور نہایات بلکہ نہایۃ النہایات کی خبر فرمائی

(10) آپؒ نے بادلوں کے دل دور فرمائے، اور بیت الحرام کی راہ دکھلائی کامل اور عظیم آپؒ ہی ہیں کامل بت شکنی کا حکم آپؒ سے ہی صدور پایا۔ آپؒ خدا کی طرف سے عزت و احترام کے ساتھ لوگوں کی طرف بھیجے گئے تھے

(11) آپؒ کے سر پر غمامہ (سفید بادل) تھے ان کے نیچے سے برق چمکی، روشنی نمودار ہوئی، بارش شروع ہوئی اور (عالم نباتات میں) ثمر آ گئے جملہ علوم آپؒ کے بحر علم کا قطرہ ہیں تمام حکمتیں آپ کی نہر کا غرفہ ہیں اور جملہ زمانے آپؒ کے عصر کی ایک ساعت ہیں

(12) حق، حقیقت، صدق اور رفق آپؒ کے ساتھی ہیں آپ وصلت میں اول اور نبوت میں آخر ہیں حقیقت میں آپ باطن ہیں، اور معرفت میں ظاہر

(13) کوئی بھی عالم آپؒ کے علم تک نہ پہنچا اور کوئی بھی صاحب حکمت آپؒ کی حکمت کی کنہ سے مطلع نہ ہوا۔

علامہ اقبالؒ اور حسین ابن منصور حلاج

(14) ایسا اس لیے ہوا کہ آپؒ ''ہو'' اور ''ہو کی مانند'' تھے ''انا'' بھی ''ہو'' سے ہے اور ''ہو'' والا ''ہو'' ہو جاتا ہے

(15) کوئی بھی خارجی شے محمدؐ کے ''م'' سے باہر نہیں اور کوئی داخلی شے اس کی ''ح'' میں داخل نہیں آپؐ کی ''ح'' ایک دوسرا ''م'' ہے، اور ''د'' پہلا ''م'' ہے ''د'' عزت دوام کا مظہر ہے اور ''م'' خدا سے قربت کا مقام ''ح'' آپؐ کی حالت خاص ہے، اور دوسرا ''م'' اس حالت کی دوسری علامت ہے

(16) آپؐ کی مثال ظاہر ہے اور آپؐ کے اعلام نمایاں ہیں آپؐ کی برہان معروف ہے فرقان آپؐ کے ساتھ آیا اور اس نے آپؐ کی زبان کو ناطق اور روح کو منور تر کیا۔ انسان آپ کے سامنے عاجز رہ گئے، اور اس طرح آپؐ کے کام کی بنیاد مستحکم اور آپؐ کی شان مزید بلند ہوگئی۔

(17) دل میں مرض رکھنے والو! نبی کریمؐ سے میدانوں سے بھاگو گے تو راستہ کہاں ملے گا؟ سب حکما کی حکمتیں آپؐ کی نورانی حکمت کے مقابلے میں ایسی ہیں جیسے (آفتاب کے مقابلے میں) ریت کے ذرات

طاسین فہم

(1) مخلوق کے فہم حقیقت سے مربوط نہیں، اور حقیقت تخلیق سے بھی متوسط نہیں خواطر تعلقات کا نام ہے اور مخلوق کے تعلقات حقائق تک نہیں پہنچ سکتے جب علم حقیقت کا اظہار مشکل ہے تو حقیقت حقائق تک کیسے پہنچا جائے؟ حق حقیقت سے ماورا ہے اور حقیقت حق سے فراتر ہے

() پروانہ صبح تک چراغ کے گرد چکر کاٹتا ہے اور اس وقت ''اشکال'' کی طرف مڑتا ہے وہ لطف مقال کے اشارے سے چراغ کو اپنی حالت بتا دیتا ہے،

اوراس کے بعد وہ واصل ہونے اور کمال پانے کی طلب میں اپنے محبوب سے مل پاتا ہے۔

(3) روشنی چراغ ہے، علم حقیقت ہے، اس کی حرارت حقیقت ہے اور ان باتوں سے آگاہی حق حقیقت ہے

(4) پروانہ روشنی اور حرارت سے اس وقت تک راضی نہ ہوا جب تک ان میں غوطہ زن نہ کیا گیا لوگوں نے ''اشکال'' کا انتظار کیا تا کہ وہ انہیں ''نظر'' کی ''خبر'' دے وہ ''نظر'' کے سوا ''خبر'' پر راضی نہ ہوا اگر چہ اس کا جسم متلاشی ہوتا رہا اور بے وجود و کافور قرار دیا جاتا رہا مگر جو کوئی ''نظر'' تک پہنچا، وہ ''خبر'' سے بے نیاز ہو گیا، اور جو ''منظور'' تک پہنچا، اسے ''نظر'' کی بھی احتیاج نہ رہی۔

(5) (پروانے و چراغ کے) مذکورہ معانی اس فنا پذیر اور ''بے روح'' شخص سے انطباق نہیں رکھتے جو آرزو و ہوس کی تکمیل میں لگا رہے چونکہ ''من'' ہی ''انا'' ہے اور ''انا'' ''ہو'' کے مشابہ ہے، اس لیے اگر میں ''انا'' ہو جاؤں تو مجھے خوف زدہ نہ کیا جائے۔

(6) عقل وقیاس کے بندے! یہ خیال نہ کر کہ میں اب ''انا'' ہوں یا کبھی تھا میں ایک بے سپر عارف ہوں اور میری یہ حالت خالص اور بے آمیزش نہیں اگر میں ''ہو'' میں رہوں، تو ''انا'' نہ رہے گی۔

(7) میرے نفس! جان لے کہ حضرت محمد ﷺ کے سوا (انا کے) یہ مطالب کسی دوسرے کو معلوم نہ ہوئے محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں، مگر اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں (قرآن مجید 23/30)

(8) جب آپ علم حقیقت کے اعلیٰ ترین مقامات پر پہنچے، تو ''دو قوموں، یا اس سے کم، فاصلہ تھا'' (قرآن مجید 53:9) اور اس کی خبر آپؐ کے قلب پاک نے دی ہے جو اصل حقیقت تک پہنچتا ہے اسے اور کیا مراد و مقصود ہوگا؟ وہ جواد کریم کے آگے تسلیم ہو جائے گا آنحضورؐ نے جب حضور حق سے مراجعت کی، تو فرمایا ''خدایا، میرے علم نے تیرے حضور سجدہ کیا، اور میرا دل تجھ پر ایمان لے آیا'' غایت غایات تک پہنچ کر آپؐ نے فرمایا تھا ''خداوند، میں تیری تعریف و مدح کا احاطہ نہیں کرسکتا'' اسی طرح حقیقت حقیقت تک رسائی پا کر آپؐ نے کہا ''الٰہی تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے'' نبی کریمؐ ہوا وہوس سے کٹے اور انتہائی مراد کو پہنچے '' آنکھ نے جو دیکھا، دل نے اسے جھٹلایا نہیں'' (قرآن مجید 53:11) سدرہ المنتہیٰ کے نزدیک بھی آپؐ نے حقیقت کے دائیں بائیں نہ دیکھا (بلکہ نظر عین حقیقت پر رہی) ''نظر نے کجی نہ کی اور حد سے نہ بڑھی'' (قرآن مجید 18:53)

طاسین صفا

(1) حقیقت کی باتیں تنگ ہیں، اس کے راستے تنگ ہیں اور اس کی آگ شعلہ زا ہے حقیقت کے نزدیک ''جدائی'' کا بڑا مقام ہے ''سالک راہ حقیقت'' مگر چل پڑتا ہے اور آکر ذیل کے مقامات اربعین کی خبر دیتا ہے: ادب، سرہب، نصب، طلب، طرب، عجب، عطب، ہشرہ، نزہ، صفا (10) صدق، رفق، عشق، تصریح، تودیع، تمیز، شہود، وجود، مد، کد (20) رد، امتداد، اعتداد، انفراد، انقیاد، مراد،

حضور، ریاضت، حیاطت، اصطلاد، (30)، تدبر، تحیر، تفکر، تعبر، افتقاد، تفحص،
رعایت، ہدایت، ہدایت اور تیقن (40)، یہ اصل صفاوصفوت کے مقامات ہیں

(2) ہر مقام (سلوک) کے لیے علوم ہیں جن میں سے بعض معلوم ہیں اور
بعض نامعلوم

(3) (اہل سلوک) بلند تر مقامات پر جانے اور مراتب کے جائز بنتے ہیں پھر
یہ اہل مہل، جہل اور سہل (زمین نرم) سے گزر کر لیتے ہیں (نامفہوم تقریباً)

(4) حضرت موسیٰ نے جب اربعین کی مدت پوری کر لی (قرآن
مجید 28/29) تو اہل کو ترک کر دیا پھر آپ ''حقیقت'' کے اہل ہوئے، اور نظر سے
ماورا ''خبر'' لانے کو چلے تاکہ بڑوں اور چھوٹوں کا فرق نہ رہے فرمایا ''میں تم سب کی
خاطر ''خبر لاؤں گا'' (قرآن مجید 20/10)''

(5) جب ہدایات یافتہ ''خبر'' پر راضی ہو گیا تو طالب ہدایت اور مقلد اس پر
کیوں راضی نہ ہوگا؟

(6) طور کی جانب سے درخت سے کہا گیا سنا آپ نے درخت سے، مگر ''
اصل'' کے ذریعے

(7) میری بات (انا الحق) اس درخت میں سے کلام (سنائی دینے) کی مانند
ہے۔

(8) حقیت حقیقت ہے اور خلیقت، خلیقت، خلیقت ترک کرو تاکہ ''ہو'' بن
سکو اور ''ہو'' باعتبار اصل ''تو'' بن جائے

(9) چونکہ میں واصف ہوں، اور رواصف کو صاحب وصف کے اوصاف بیان

کرنے ہوتے ہیں، تو سمجھ لو موصوف کیسا ہوگا؟

(10) خدا ان (انبیاء) سے فرماتا ہے کہ دلیل و برہان کے ساتھ راہ دکھائیں تاکہ مدلول او ر دلیل دلیل بن سکیں

(11) حضرت موسیٰ نے (بات سن کر) فرمایا تھا ''حق نے مجھے عہد و میثاق کے ذریعے مقام حقیقت بخشا ہے جس پر میرا ارازِ ضمیر شاہد ہے، اور میرا یہ راز ماورائے حقیقت ہے''

(12) فرمایا: حق نے مجھے بتایا ہے کہ ''اس نے میری خاطر میرے علم کو میری زبان کے نزدیک کیا ہے'' دوری کے بعد اب اس نے مجھے اپنا خاص بندہ بنالیا اور برگزیدگی و عظمت عطا کی ہے۔

طاسین دائرہ

(1) پہلی برانی دائرہ ہے جس تک دروازے سے رسائی کا امکان ہے دوسرا اندر کی ب ہے اور نا قابل رسائی ب کی طرف دروازہ ہے جہاں پہنچنے پر سالک راستہ بھول جاتے ہیں تیسرا دروازہ (دوسرے کے نیچے والا) حقیقت کا بلند مقام ہے ف

(2) اس بد بخت سالک پر افسوس ہے جو در بستہ دائرہ میں جانا چاہے اس کی ہمت اوپر کے نقطے کی طرح ہے اسے نیچے والے نقطے سے مرکز کا رخ کرنا چاہیے ایسے شخص کا تحیر درمیانی نقطے سے ظاہر ہے

(3) دائرے کا دروازہ نہیں ہوتا اور دائرے کے مرکز کا جو نقطہ ہے، وہ حقیقت

کی مثال ہے

(4) حقیقت ایسی حیرت ہے جس کے ظاہر و باطن غائب نہیں اور ''اشکال'' قبول نہیں کرتی

(5) اگر میرے اشارے کو سمجھنا چاہتے ہو تو غور کرو کہ ''پرندوں میں سے چار کو پکڑ لو پس ان کو اپنی طرف راغب کر لو'' (قرآن مجید 2/260) ایسا اس خاطر ہے کہ حقیقت پرواز نہیں کرتی

(6) غیرت سالک کو غیبت کے بعد حاضر کرتی ہے، ہیبت اس کی خلیقت کو روکتی ہے اور حیرت اس کی خلیقت سلب کر لیتی ہے

(7) حقیقت اسی قدر سمجھی جا سکتی ہے اس سے زیادہ دائرہ کے بواطن سے فہم کو کچھ نہ ملے گا۔

(8) دائرے کا محیط نظر آتا ہے اور دائرہ اس سے ماوراء ہیچ ہے

(9) جو طلب سے عاجز ہے، اسے علم حقیقت کی کیا خبر ہے؟ طالب علم کے لیے دائرہ حرم ہے

(10) آنحضور ﷺ کو ''حرمی'' (صاحب حرم) اس لیے کہا گیا کہ آپ دائرہ حرم سے خارج نہیں ہوئے

(11) آنحضرت ﷺ ڈرنے اور رجوع کرنے والے تھے آپ لباس حقیقت میں نمودار ہوئے اور خلیقت (صفات مخلوق) کو آپ نے دور فرما دیا تھا ف

(کتاب میں دائروں کی شکل موجود ہے مترجم)

طاسین نقطہ

(1) نقطے کا فہم دائرے سے مشکل تر ہے کیونکہ یہ گھٹتا بڑھتا نہیں اور فنا و عدم سے دوچار ہونا اس کا مقدر نہیں ہے ف

(2) منکر شخص دائرہ برائی میں رہ جاتا ہے وہ میری حالت نہیں سمجھ سکتا اور مجھے زندیق کا لقب دیتا ہے وہ برائی کے تیر میری طرف پھینکتا ہے اور میرا مرتبہ نہیں دیکھ پاتا وہ حرم کی حدود سے ماورا ہے اور شور مچا رہا ہے ف

(3) دوسرے دائرے میں جانے والا مجھے عالم ربانی جانتا ہے

(4) جو تیرے دائرے میں جائے، وہ سمجھتا ہے کہ میں امانی (آرزوؤں) کی منزل میں ہوں

(5) جو دائرہ حقیقت تک پہنچ جائے، وہ مجھے فراموش کر لیتا ہے اور "انا" کے اعیان سے غائب ہو جاتا ہے

(6) "ہرگز پناہ نہیں آج کے دن تمہارا ٹھکانا تمہارے پروردگار کے پاس ہے آج انسان کو اس کے اگلے پچھلے سب اعمال کی خبر دی جائے گی" (قرآن مجید 75:11-13)

(7) منکر خبر میں کھو گیا، پناہ گہ کی طرف فرار کر گیا، شور و شغب سے ڈر گیا اور مغرور و متکبر ہو گیا

(8) میں نے تصوف کے پرندوں میں سے ایک پرندہ دیکھا جس کے دو پر تھے، مگر وہ میری شان کا منکر ہو گیا اور خود بھی پرواز سے رہ گیا

(9) صوفی نے مجھے صفا کے بارے میں پوچھا میں نے کہا: ''اپنے پر پرواز فنا کی مقراض سے کاٹ دو ورنہ میرے ساتھ پرواز کرنا ترک کر دو''

(10) وہ پرندہ تصوف بولا: ''میں اپنے پروں سے دوست کی طرف پرواز کرتا ہوں'' میں نے کہا ''اس دعوے پر تعجب ہے'' ''اس جیسی تو کوئی چیز نہیں اور وہ سننے والا دیکھنے والا ہے (قرآن مجید، 11/42) اس پر وہ بحر فہم میں گرا اور ڈوب گیا

(11) فہم و خرد ایسے ہی ڈبوتے ہیں (بحر وافر میں تین شعر)

میں نے دل کی آنکھ سے اپنے رب کو دیکھا پوچھا: ''تو کون ہے؟'' ''فرمایا،'' میں کہاں اور کیا نہیں ہوں؟'' وہم وقیاس نے ''کیا''، ''کہاں'' اور ''میں''، ''تو'' کو تراشا اور بنایا ہے اگر میں ''ہر کہیں'' ہو تو تو کہاں ہے؟

(12) دائرے میں پہلا نقطہ افکار اور افہام کا ہے اس کی ایک بعد حق سے مربوط ہے اور دوسری باطل سے ف

(13) نقطہ نام سے، بلندی سے، طلب سے اور طرب سے ''قلب'' کے نزدیک ہوتا ہے آواز دی اور جارب کے نزدیک ہوا۔ غالب ہوا مگر آنکھ سے نہیں حاضر ہوا مگر وجود سے نہیں کیسے نگاہ ڈالی اور کیسے دیکھا؟

(14) آپ (نبی اکرمؐ) کو دکھایا گیا اور آپ نے بہتر کا انتخاب فرمایا آپؐ شہید، شاہد اور مشہود ہوئے اور واصل اور فاصل بنے ''جو دیکھا، دل نے اس کی تکذیب نہ کی'' (قرآن مجید 53/11)

(15) آپؐ کو پنہاں رکھا گیا، اور پھر قرب بخشا گیا آپؐ کی حمایت

کی گئی، آپ منتخب کیے گئے، تعلیم دیے گئے اور پھر پروردگار کی طرف بلائے گئے آپ آزمائش میں پڑے، پھر آزاد ہوئے اس کے بعد آپ کو قوت اور وسعت عطا ہوئی

(16) "دو قوسین کے فاصلے پر رہے" دیکھا اور اس کی تصدیق کی اتنے قریب ہوئے اور مہابت شان باری دیکھی عام اسرار و ابصار اور احباب و اصدقا سے دور ہوئے، اور جدائی اختیار کی تھی

(17) "تمہارے ساتھی محمد گم گشتہ راہ نہیں ہوئے ہیں" (قرآن مجید 53/2) آپ وہاں (معراج میں) بے حد استوار اور ثابت قدم رہے۔

(18) یعنی تمہارے ساتھی مشاہدات اور امور رسالت میں گم گشتہ راہ و بے ہدف نہیں اور حد سے بڑھے ہوئے بھی نہیں وہ ذکر کے نسیان سے گم راہ نہ ہوئے اور مشاہدہ کی راہ سے نہ ہٹے، اور فکر کی جولائی نے انہیں بے راہ روی نہ دکھائی

(19) نبی کریم اپنے انفاس اور لحظات میں ذاکر تھے آپ بلا میں صابر اور عطا میں شاکر تھے

(20) "آپ کی گفتار وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے" (قرآن مجید 53/3) آپ سراپا نور تھے اور نور کی طرف بڑھے

(21) کلام باری کو آپ نے قلب میں جگہ دی اوہام آپ سے دور بھاگ گئے آپ کے مراتب دوسری مخلوق سے بہت بلند رہے آپ نے نظام ظاہری سے انقطاع کر کے مدت تک تحیر اپنایا اور پہاڑوں اور ٹیلوں کے بیچ میں

طائر بنے رہے پھر وہاں (معراج) سے آپ روزوں کی شمشیر کے ساتھ مسجد حرام میں آئے

(22) وہاں (معراج میں) آپؐ نزدیک سے نزدیک تر ہوتے ہوئے حقیقت ازلی و ابدی کے نزدیک ہو گئے آپؐ کی استواری اور استقامت میں فرق نہ آیا یہ اعجاز تھا جس میں عجز نہ تھا آپؐ نے اقرب المقامات داعی اور منادی کا مقام پایا آپ لبیک کی صدائیں سنتے رہے اور خود بھی لبیک کہتے رہے آپؐ شاہد علی الناس کے طور پر تعظیم بجالاتے رہے اور شاہد ربانی بن کر زیادہ قرب پاتے رہے

(23) ''دو قوس یا اس سے کم فاصلہ تھا'' (قرآن مجید 53/9) دو قوس کے فاصلے میں ''مکانی بعد'' اور حد وسط کہاں رہ جاتی ہے! آپؐ نے قوس کو استوار کر کے فاصلہ مکانی پر غلبہ پالیا تھا

(24) مسافر عالم تصوف، حسین بن منصور رحمۃ اللہ علیہ، نے ایسا ہی فرمایا تھا

(25) جو شخص دائرے کی دوسری قوس تک نہ پہنچے، وہ میری بات کا ادراک نہ کر سکے گا یہ دوسری قوس لوح سے ماسوا ہے

(26) دوسری قوس والے کے حروف حروف عربیہ کے ماسوا ہیں

(27) ہاں حرف مفرد ''م'' ہی ہے کہ ''فاوحی الی عبدہ ما اوحی'' (قرآن مجید 53/10) یعنی معراج میں اپنے بندے حضرت محمدؐ پر اللہ نے جو نازل کیا سو نازل کیا

(28) یہ م دوسری قوس کا آخری م اور ملک ملکوت ہے

(29) وہ قوس اول کا دوسرا اسم ہے دوسری قوس پہلی کا وتر ہے اور وہ ملک جبروت ہے پہلی قوت ملک جبروت ہے اور دوسری ملک ملکوت، ان دونوں قوسوں کی کمان ملک الصفات ہے یعنی خاص تجلی کا مکان جہاں سے قدامت کا تیر نکلتا ہے ف

(30) حلاج رضی اللہ عنہ نے فرمایا قربت کے معنی میں حقیقت حق کی صفت کلام کے معانی تلاش کیے جاتے ہیں یہ دائرہ کا نقطہ الضباط ہے اور یہ شاہراہ خلائق نہیں ہے ف

(31) حقیقت حق حقائق میں ہے اور وہ دقیقہ دقائق آسان باب نہیں میدان قرب بہت عریض ہے اور حقائق کے دقائق سے گزرنا تیز شعلوں سے عبور کرنا ہے ہاں جس نے نبوت کے مقام بلند کے مروی اقوال دیکھے ہوں، اور رسالت کی ہدایت کے راستوں کو اختیار کیا ہو، وہ ان معانی کا ادراک کر سکے گا

(32) یثرب کے مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان یہ ہے کہ آپ معصوم اور کتاب مکنون کے نوشتے کے مطابق مصئون ہیں وہ قرآن مجید میں مذکورہ ''منطق الطیر'' (لسان طائران) کی طرح ہیں آپؐ، جہاں آنکھ کام نہیں کرتی، وہاں بھی منظور و مسطور ہیں (قرآن مجید 52/2)

(33) اے زیاں کار! یہ نہ سمجھ کہ مولائے یثربؐ نے صرف اہل اور با استعدا کو خطاب کیا ہے (انہوں نے نا اہلوں کو بھی اہل بنایا ہے)

(34) حقیقت کا نہ کوئی استاد ہے نہ شاگرد اس میں اختیار، تمیز اور تنبیہ

بھی نہیں اس میں جو تھا سو ہے پہ بیاباں در بیاباں اور بے حد و حساب ہے

(35) معنی فہم کے دعوے خام آرزوئیں ہیں کیونکہ راہ سلوک دور ہے اور حقیقت کی راہ دشوار حق مجید اور بزرگوار ہے اس کی فطرت یکتا، اس کی معرفت، نکرہ اور نکر حقیقت ہے بے بہا اسم، اعظم ایک وثیقہ ہے، مگر ہماری صفت حرص و رغبت ہے۔

(36) شیطان کی ناموس اس کی لعنت ہے کرات ساوی اس کا میدان ہیں اور نفوس انس و جن، اس کا ایوان عالم حیوانات اس کے لیے مانوس ہے عالم ناسوت اس کا راز ہے اس کی شان مطموس ہے اور اس کا موروث عیاں ہے عروس اس کا بوستاں ہے ارطموس اس کی بنیاد ہے۔

(37) ابلیس کے ارباب مہربان ہیں ار کے ارکان موہبی ہیں اس کا ارادہ مستولی ہے اس کے اعوان منزلی، اس کے احزان مخربی، اس کے حوالی وسیع اور اس کا وبال امد (سردی کی موت) ہے

(38) اس کے اوراق مذہب اس کے لباس ابریشمی مگر گل آلود اور اس کی گفتگو حال آمیز ہے وہ سراپا آتش و غضب ہے اور اس کے مقابلے میں اللہ توفیق و کامرانی دے

طاسین ازل والتباس

(1) کبھی معنی، گفتار کے برعکس دعووں کی دوستی پر توجہ کریں مسافر عالم، سرور ابو الغیث قدس اللہ روحہ نے فرمایا حضرت احمدؐ اور ابلیس کے علاوہ کسی کے دعوے

درست نہ ہوئے مگر ابلیس کو انکار نے نظر سے گرا دیا جبکہ حضرت احمد مجتبیٰ کو عین العین کا کشف عینی دیا گیا

(2) ابلیس کو ''اسجد'' (سجدہ کر) کا حکم دیا گیا اور حضرت احمدؐ کو ''انظر'' (دیکھیں) کا ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور حضرت محمدؐ نے ایسا دیکھا کہ دائیں بائیں کی طرف توجہ نہ کی آنکھ میں کجی نہ آئی اور نگاہ حد سے نہ بڑھی (قرآن مجید 53/18)

(3) ابلیس نے دعویٰ کیا مگر اپنی ہمت وقوت سے اسے مکمل نہ کر سکا

(4) حضرت احمدؐ نے اپنے دعوے کو پورا کر دکھایا

(5) حضرت محمدؐ کا مبارک قول ہے: ''خدایا! میں تجھ سے استواری واستحکام کا طالب ہوں'' نیز فرمایا ''اے دلوں کو بدلنے والے! میں تیری حمد وثنا کا احاطہ نہیں کر سکتا''

(6) فلک کے اوپر ابلیس کا سا کوئی عابد اور موحد نہ تھا

(7) لیکن اس کے ''عین'' بگڑ گئے اور وہ ''عبدیت'' سے ''سر'' میں چلا گیا، اور تجرد میں خدا کی عبادت کرنے گا

(8) تفرید میں پہنچا تھا کہ اس پر لعنت کی گئی جب زیادہ تفرید کا طالب ہوا، تو دور بھگا دیا گیا

(9) خدا نے کہا سجدہ کر بولا: لاغیرک، خدا نے انکار پر اسے ملعون قرار دیا، مگر وہ بولا لاغیرک (تیرا غیر نہیں ہے)

(10) (بحر عزج میں دو عربی شعر)

تجھ سے میرا انکار تیری ہی تقدیس ہے تیرے بارے میں میری عقل شکار ہوش

ہے مگر تیرے سوا آدم کیا ہے اور ابلیس کیا؟

(12) اولا: مجھے تیرے غیر سے سروکار نہیں میں تیرا انتہا پسند محب ہوں خدا نے فرمایا: تو نے استکبار کیا ہے بولا: "اگر لحظہ بھی تیرے ساتھ رہتا، تو کبر و استکبار میرے سزاوار ہوتا، مگر میں تو منت مدت سے تیرا اشناسا ہوں" میں آدم سے بہتر ہوں (قرآن مجید 8/11) کیوں بہتر ہوں؟ اس لیے کہ میری خدمت اور بندگی بہت قدیمی ہے عالم میں مجھ سے بڑھ کر تیرا عارف وشناسا کہاں ہے؟ مجھے تجھ سے محبت ہے ایسی محبت وارادت جو شدید ہے اور قدیمی بھی اب میں تیرے ماسوا کو کیا سجدہ کروں؟ بہتر ہے کہ میں اپنی اصل کی طرف لوٹ جاؤں "تو نے مجھے آتش سے بنایا ہے" (قرآن مجید 8/11) مناسب ہے کہ آتش کا ہی رخ کروں کیونکہ مقدرو اختیار تیرے ہاتھ میں ہے

(12) (بحر طویل میں تین عربی شعر)

اب جب کہ مجھے قرب اور بعد ایک جیسے لگے، میں تجھ سے دور ہوکر اپنے آپ کو دور نہ جانوں گا میں اب جدائی میں ہوں گا، اور تو جدائی میں میرا ساتھی رہے گا کس قدر سچ ہے کہ جدائی اور محبت ایک چیز کے دو نام ہیں خدایا، حمد تیرے لیے خاص ہے میری یہ کامیابی ہے کہ میں ان غلط کام کر کے تجھ سے جدا ہو گیا اور تیرے غیر کو سجدہ نہ کیا

(13) کوہ طور کی گھاٹی میں موسیٰ علیہ السلام اور ابلیس کی اتفاق ملاقات ہوگئی حضرت موسیٰ بولے: ابلیس، تجھے آدم کو سجدے اور (بندگی خدا) سے کس نے روکا تھا: ابلیس بولا: معبود واحد کو ماننے کے دعوے نے اگر میں سجدہ کر لیتا

تو آپ ایسا ہوتا آپ کو ایک مرتبہ کہا گیا کہ ''پہاڑ کی طرف دیکھا'' (قرآن مجید 8/139) اور آپ نے دیکھ لیا جب کہ مجھے متعدد بار کہا گیا، اور میں نے اپنے دعوے کی روح کے بموجب آدم کو سجدہ نہ کیا

(14) حضرت موسیٰ نے فرمایا ''تو نے خدا کا حکم نہ مانا بولا: وہ میری آزمائش تھی، میرے لیے امر نہ تھا حضرت موسیٰ بولے: تیری تو شکل بھی بگڑ گئی بولا: موسیٰ، وہ شکل تلبیس کی تھی، یہ ابلیس کی ہے، شکل غیر مستقل ہے، بدلتی رہتی ہے اگرچہ میری شخصیت بدل گئی، مگر میری دائمی معرفت خدا نہیں بدلی''

(15) حضرت موسیٰ نے پوچھا: کیا تم اب بھی خدا کا ذکر کرتے ہو؟ بولا: ذکر کو کیسے یاد نہ کروں، میں مذکور ہوں اور وہ بھی مذکور ہے اس کا ذکر میرا اپنا ذکر ہے میں کیا ذکر کے بغیر رہ سکتا ہوں؟ میری خدمت اب خالص تر ہے اور میرے ایام زیادہ پر رونق میرے ذکر میں اب زیادہ رعب وجلال ہے پہلے میں اپنے سرور کی خاطر خدمت کرتا رہا اور اب میں اس کے سرور کی خاطر خدمت میں مشغول ہوں

(16) میں نے حرص کو اٹھا دیا انکار کے نفع ونقصان کو بھلا دیا مجھے تنہا اور حیران کیا گیا، پھر دور بھگا دیا گیا تا کہ میں مخلصین سے نہ ملوں میری غیرت کا تقاضا تھا کہ مجھے غیروں کی ملاقات سے روک دیا گیا حیرت کی خاطر میری حالت بدلی گئی اور غربت وجدائی کے لیے مجھے حیران کیا گیا، اور مجھے مسافر بنا ڈالا گیا۔ میری صحبت نے مجھے محروم کیا اور جدائی نے مجھے دور کیا میرے کشف نے مجھے مجہور بنایا، اور جدائی نے مجھے کشف دیا میری آرزو کو روکنے کی خاطر مجھے منقطع اور بے ہیچ

وبن بنادیا گیا۔

(17) ازروئے تدبیر، میں نے خدا کے معاملے میں غلطی نہیں کی تغیر صورت کی میں نے پروانہ کی ان ہی امور میں میرا مقدر دیکھا جاسکتا ہے وہ ابد تک مجھے آگ میں جلاتا رہے مگر میں اس کے غیر کو سجدہ نہ کروں گا میں اس کے شریک اور کفو کو نہ مانوں گا، میرا دعویٰ راست بازوں کا ہے اور میری محبت صادقانہ ہے۔

(18) حلاج علیہ الرحمہ نے کہا عزازیل کی کیفیت کے بارے میں کئی اقوال ہیں ایک یہ کہ وہ آسمان اور زمین میں نیکی کا داعی رہا ہے دوسرے وہ آسمانوں میں فرشتوں کا معلم رہا کہ انہیں نیکیاں دکھائے مگر اب زمین میں انسانوں کا داعی ہے کہ انہیں برائیاں دکھائے۔

(19) اشیا اپنی "ضد" سے پہچانی جاتی ہیں جیسے باریک اور درشت حریر فرشتوں نے محاسن انجام دیے اور اجر پارہے ہیں مگر جو میرے محاسن کو نہ جانے وہ کیا اجر پائے گا؟

(20) مسافر عالم غربت ابو عمارہ حلاج نے مزید کہا میں نے مشاہدے میں جوانمردی اور ہمت کے بارے میں فرعون اور ابلیس کو بحث کرتے دیکھا ابلیس بولا: میں نے آدم کو سجدہ کیا ہوتا، تو فتیان کے زمرے سے خارج ہو گے اہوتا ابلیس بولا: میں نے اگر آدم کو سجدہ کیا ہوتا، تو میں بھی جوانمردوں کی صف سے خارج ہو گے اہوتا فرعون بولا: میں اللہ اور اس کے رسول موسیٰ پر اگر ایمان لے آتا، تو بھی جوانمردی کے مقام سے ساقط ہو جاتا۔

(21) اس پر میں (حلاج) بولا: اگر میں اپنے دعوے (انا الحق) سے پھر

جاؤں تو پھر میں فتوت و جوانمردی کی بساط سے نکال دیا جاؤں گا

(22) ابلیس نے کہا تھا: ''میں آدم سے بہتر ہوں'' (قرآن مجید 8/11) یہ اس لیے تھا کہ اس وقت اسے اپنا ہمسر نظر نہ آتا تھا فرعون نے قوم سے کہا تھا ''مجھے اپنے سوا تمہارے لیے کسی دوسرے معبود کے وجود کا علم نہیں ہے'' (قرآن مجید 28/38) یہ اس لیے تھا کہ اسے خلق اور حق کا امتیاز حاصل نہ تھا

(23) میں نے اب کہا ہے کہ حق کو نہیں پہچانتے تو اس کی علامتوں کو تو جاؤ اس کی ایک علامت ''میں'' ہوں ''انا الحق'' (میں حق ہوں یا میرا نفس ناطقہ حق ہے) کیونکہ میں ہمیشہ حق کے ساتھ رہا ہوں

(24) ابلیس اور فرعون میرے استاد ہیں ابلیس کو آتش سے ڈرایا گیا مگر وہ اپنے دعویٰ کبر پر اڑا رہا فرعون کو دریا میں غرق کیا گیا مگر وہ انکار پر جما رہا اور ثالثوں (بظاہر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیھم السلام مراد ہیں مترجم) کے کہنے پر ایمان نہ لایا ڈوبتے وقت وہ کہہ بیٹھا ''میں ایمان لاتا ہوں بے شک جس معبود پر بنی اسرائیل ایمان لائے، اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے'' (قرآن مجید 10/90) اس پر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ سے کہا تو نے اس کے منہ میں اس وقت کنکریاں کیوں نہ ڈالی تھیں؟

(25) مجھے مار ڈالیں، میں پھانسی پر چڑھایا جاؤں یا میرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں، میں قول ''انا الحق'' سے باز نہ آؤں گا

(26) ابلیس کا اصل نام عزرایل تھا ع علقو ہمت، بے زیادتی کی دلیل ہے، الف الفت و محبت ہے، دوسری زمرتبہ زہد ہے، ی اس کی آتشیں اصل کی

علامت ہے اور ل ان کی تکرار اور مجادلے کی دلیل

(27) خدا نے اس سے فرمایا ''تو نے کبر و نخوت سے سجدہ نہ کیا بولا میں بڑا محب ہوں اور محبت تجھ سے سیکھی ہے اب مجھے کبر اختیار کرنے کا طعنہ دیا جائے یا کچھ اور، میں غیر کو سجدہ نہ کروں گا میں اپنی عظمت کو کیسے تباہ کر سکتا ہوں؟ مجھے تو نے آگ سے پیدا کیا، اور آدم کو خاک سے، آگ اور خاک ایک دوسرے کی ضد ہیں ان میں توافق نہیں میں بندگی میں قدیم، علم و فضل میں ترقی یافتہ اور عمر میں بھی بڑا ہوں''

(28) حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا اختیار و مقدر میرے پاس ہے ابلیس بولا: تمام اختیارات اور میرے بارے میں اختیار بے شک تیرے ہاتھ میں ہے میرے خالق، اختیار تیرے پاس ہے تو سجدہ سے منع کس نے کیا؟ اگرچہ خطا میری ہے مگر منع کرنے والا تو ہی ہے۔ اس لیے مجھے دور نہ بھگا اگر تیرا ارادہ ہوتا تو میں نے ضرور سجدہ کیا ہوتا اور میں امر کا مطیع ہوتا میں تیرے راز نہیں جانتا، مگر تو میرے راز جانتا ہے

(29) (بحر خفیف میں تین عربی شعر)

مجھے ملامت نہ کرو ملامت مجھ سے دور ہے آقا، مجھے میرا اجر دو کیونکہ میں اکیلا رہ گیا ہوں

تیرا وعدہ سب سے سچا ہے ازل اور ابد میں تیرا امر قابل اطاعت ہے تیرا ارادہ عمل پذیر ہے تجھے معلوم ہے کہ میں شہید محبت ہوں

(30) ابلیس کو عزازیل اس لیے کہا گیا کہ اپنے مقام سے ہٹا دیا گیا

اپنی ولایت سے معزول ہوا، بدایت سے نہایت کی طرف نہ مڑا کیونکہ وہاں سے نکل نہ سکتا تھا

(31) استقرار کی وجہ سے اس کا خروج معکوس تھا وہ تعرلیس کی آگ اورترولیس کے نور سے مشتمل رہا ہے (نا قابل ادراک)

(32) اس کے مراض مجیل اوراس کی مقراض میض تھی اس کے شراہم برہمیہ، اس کے صوارم تخیا اوراس کے حایا خطہمہ تھے (نا قابل ادراک)

(33) میرے بھائی، اگرتو اسے جان گیا، تو راہ و رسم جان گیا اس وقت تو نے وہم کو وہم بنالیا تو غم سے لوٹ آیا اور تو نے غم کو فنا کردیا۔

(34) قوم (صوفیہ) کے فصیحا اس کے بارے میں گنگ ہیں عرفا اس کے عرفان سے عاجز ہیں وہ حقیقت سجدہ کا عالم تھا، وجود ازلی سے اترب رہا، کوشش میں پر جوش، عہد میں وفادار اور معبود سے نزدیک رہا ہے

(35) فرشتوں نے موافقت کرکے آدم کو سجدہ رک دیا، مگر ابلیس نے اپنے طویل عرصے کے مشاہدے کی بناپر اس کام سے انکار کردیا

(36) ابلیس نے اطاعت و انکار کو خلط ملط کر دیا اور اس کی عقل خراب ہوگئی وہ بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں اس طرح وہ حجاب میں پھنس گیا، خاک پھانکنے لگا اور ابد الاباد تک مبتلائے عذاب ہوگیا ہے۔

طاسین مشیت

(1) ان دائروں میں پہلا مشیت کا ہے، دوسرا دائرہ حکمت کا، تیسرا قدرت کا

اور چوتھا ازلیت کی علامت کا حامل ہے ف

(2) ابلیس نے کہا تھا: اگر میں پہلے دائرے میں جاؤں، تو دوسرے میں داخل ہو جاؤں اسی طرح جب دوسرے میں داخل ہو جاؤں تو تیسرے میں بھی پہنچ جاؤں گا، اور اگر تیسرے دائرے میں آ جاؤں، تو چوتھے میں بھی جا پہنچوں گا

(3) ''میں لالا، لا، اور لا ہوں پہلے ''لا'' میں میں رہ گیا تھا تو دوسرے میں مجھ پر لعنت کی گئی پھر مجھے تیسرے میں پھینکا گیا اب میں چوتھے میں کیسے جاؤں گا؟''

(4) اگر پتا لگ جاتا کہ سجدے سے مجھے رستگاری ملے گی، تو میں ضرور سجدہ کرتا لیکن مجھے علم تھا کہ دائرہ مشیت کے سوا اور بھی دائرے ہیں میں نے سوچا تھا کہ اگر اس دائرے سے رہائی پائی تو دوسرے دائروں سے کیسے نکلوں گا

(5) زندہ حقیقی اور زندگی بخش، وہی ذات واحد ہے (کتاب میں شکل موجود ہے)

(6) ذات کو اسم سے پہچاننا بھی مشکل ہے کیونکہ اسم مسمی کا ممیز نہیں اور مسمی مخلوق نہیں ہے

(7) جو ذات کے ذریعے ذات کو پہچاننے کا کہے، وہ دو ''معروف'' ملاحظہ کرنے کا اشارہ کرے گا

(8) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو اس کی صفات سے پہچانا'' اس نے صانع کو چھوڑ کر صنعت پر اکتفا کر لیا

(9) جب کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کی معرفت سے عجز کا اظہار کر کے معرفت حاصل کر لی'' تو وہ جان لے کہ عاجز منقطع و مایوس ہوتا ہے اور وہ معروف کا

ادراک کیسے حاصل کرے گا؟

(10) جس نے یہ کہا کہ ''میں نے دیے ہوئے عرفان کی مدد سے ذات کو پہچانا'' اس نے علم کا دعویٰ کیا اور معلوم کی طرف گیا جو ذات سے منفک ہے اس جو ذات سے جدا ہو، وہ اسے پہچانے گا کیسے؟

(11) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو ایسے ہی پہچانا جیسا کہ اس نے خود اپنا وصف و ذکر کیا ہے، اس نے ''اثر'' کے بغیر ''خبر'' پر قناعت کر لی ہے۔''

(12) جس کسی نے کہا کہ ''میں نے ذات کو دو حدود تک جان لیا'' اس پر بھی اعتراض وارد ہے کیونکہ واحد ''معروف'' شے کے اجزا ہیں نہ اقسام

(13) جس نے یہ کہا کہ ''معروف نے اپنا عرفان حاصل کیا'' اس نے عارف کے بیچ میں عرفان کے حائل ہونے کا کہا حالانکہ وہ ایسا کرنے کا مکلّف ہے ذات معروف جو لم یزل ہے، وہ ازل سے اپنا عارف رہی ہے

(14) تعجب ہے کہ جو اپنے موئے بدن کا عرفان نہ رکھتا ہو، وہ ظلمت و نور اور بدائع اشیا کو کیسے پہچانے گا؟ جو مجمل و مفصل، آغاز و انجام اور حقائق کے تصاریف و علل نہیں جانتا، وہ ذات لم یزل کا صحیح عرفان کیسے حاصل کرے گا؟

(15) پاک ہے وہ ذات متعال جس نے اسم اور وسم سے اشیائے غیب کو چھپا رکھا ہے اس نے قال، حال، جمال اور کمال کے ذریعے اشیا سے اپنی لا یزال ذات کو بھی مکنون کر رکھا ہے معرفت کا جوہر ربانی فانی گوشت کے ٹکڑے (دل) میں کیسے سمائے گا؟

(16) فہم کے لیے طول وعرض ہیں، طاعات کی خاطر فرائض اور سنن ہیں اور مخلوقات زمین وافلاک میں ہیں

(17) مگر معرفت کی خاطر طول وعرض نہیں، وہ فرائض وسنن کے ظاہر و باطن میں استقرار نہیں پاسکتی اور زمین وافلاک میں بھی نہیں سماسکتی

(18) جس نے یہ کہا ''میں نے حقیقت کے ساتھ ذات کا عرفان پالیا'' اس نے ''حقیقت'' کو ''معروف'' سے بڑا جلوہ گر کیا ہے ہاں جب وہ ''معروف'' کو جان لے، تو اسے کام مانگی معلوم ہوگی۔

(19) عرفان کا دعویٰ کرنے والے! کائنات میں ''ذرہ'' سب سے چھوٹا ہے، اور تو اس کا ادراک بھی نہیں کرسکتا جو ذرے کا ادراک نہ کرسکے، وہ اس چیز کا ادراک کیسے حاصل کرے گا جو از روئے تحقیق ذرے سے باریک تو ہے عارف وہ ہے جو ''دیدار'' کرے، معرفت وہ ہے جو پائدار رہے۔

طاسین توحید

(1) حق واحد، احد، وحید اور موحد ہے

(2) واحد اور توحید حق میں ہیں، اور حق سے بھی ف

(3) اس سے جدائی میں ہوں، مگر یہ گولائی والی شکل یہ معانی نہیں دیتی ف

(4) توحید کے علوم منفرد اور مجرد نوعیت کے ہیں ف

(5) موحد کی حالت اور صفت میں فرق ہے

(6) میں اگر ''انا'' کہوں تو میں ''ہو'' نہ ہوں گا اور میری بات توحید کو منزہ ہی

رکھے گی

(7) اگر یہ کہوں کہ توحید موحد کی طرف رجوع کرتا ہے، تو یہ مخلوق کی توحید کی بات ہوگی ف

(8) اگر موحد کا توحید کی طرف رجوع کرنے کا کہوں، تو یہ اس کی صفت کا بیاں ہے۔ف

(9) اگر کہوں کہ توحید موحد سے موحد کی طرف رجوع کرتی ہے، تو یہ اس کی حس کی نسبت کا ذکر ہوگا

طاسین اسرار توحید

(1) توحید کے سرچشمے سے اسرار وطواسین پھوٹتے اور پھیلتے ہیں کیونکہ موحد کے اسما میں اسرار نہیں سماتے اور وہ انہیں ظاہر کر دیتا ہے ف

(2) توحید کے ضمائر متحرک ہیں ضمیر، مضمر اور ضمائر رواں دواں ہیں

(3) تو نے اشارہ کیا اور ضمائر بدلے گئے

(4) موحد ''گویا سیسہ پلائی ہوئی بنیادیں'' (قرآن مجید 61/4)

(5) الحق حق میں رہتا ہے مگر حق نہیں ہے

(6) توحید کیسے بیان کروں؟ مقال اور حقیقت کے الفاظ، حلق کے لیے بھی صحیح نہیں ہو حق کی خاطر کیسے صحیح ہوں گے؟

(7) اگر کہوں کہ توحید حق سے ظاہر ہوئی، تو ایک ذات کی دو بن جاتی ہیں۔۔۔۔۔ایک وہ جو ظاہر ہوئی، اور دوسری جس سے ظاہر ہوئی، حالانکہ ذات

واحد ہے۔ف

(8) ذات پوشیدہ تھی اور ظاہری ہوئی، مگر کہاں؟ یہ باتیں اس کے بارے میں کیا کہوں؟ف

(9) اس لیے کہ الفاظ پرسش اس کی اپنی تخلیق ہیں ف

(10) جو چیز ''عرض'' کو نہ قبول کرے، وہ جوہر ہے جو جسم سے جدا نہ ہو، وہ جسم ہی ہے، اور اسی طرح روح کی قرین روح ہے مگر وہ تو روح کا بھی ''ہاضمہ'' ہے۔ف

(11) کونین کے دائروں میں پہلا دائرہ مفعولات کا ہے اور دوسرا مرسومات کا۔ف

(12) نقطۂ تو حیدان دوائر سے باہر ہے۔ف

طاسین تنزیہ (تمام فارسی متن کی رو سے)

(1) تنزیے کا دائرہ (کتاب میں شکل کی طرف اشارہ ہے) یہ اہل، مہل اور سہل لوگوں کی باتیں ہیں

(2) پہلا حصہ اس دائرے کا ظاہر ہے، دوسرا باطن اور تیسرا اشارہ وعلامت

(3) یہ ملون، متلون محور مطرون، مسمور، منکور، مغرور اور مبہور ہے

(4) دائرہ کی ضمائر، حائر، جائر، حائر، نائر اور صابر ہیں

(5) یہ تمام مکومات اور ملونات ہیں اور حق ان انسانوں سے منزہ ہے

(6) اگر میں ''اوست'' کہوں، تو اسے تو حید نہیں کہیں گے

(7) اگر میں توحید حق کو ''صحیح'' ہونا قرار دوں، تو وہ ہنوز ''درست'' ہوئی ہوگی

(8) میں اگر حق کو ''بے زمان'' کہوں، تو لوگ کہیں گے کہ یہ توحید میں تشبیہ آ گئی جب کہ تشبیہ اوصاف حق کے سزاوار نہیں ہے توحید کی نسبت حق سے ہے، مخلوق سے نہیں اس لیے کہ مخلوق کی حد ہوتی ہے، اور توحید میں حد بندی اسے حادث بنا دیتی ہے حالانکہ حادثات خدا کی صفت نہیں ہے ذات واحد معاملہ ہے اور حق و باطل عین ذات سے نہیں نکلے۔

(9) اگر کہوں کہ توحید کلام ہے تو کلام ذات کی صفت ہو جاتی ہے

(10) اگر کہوں کہ توحید سے اس نے واحد رہنے کا ''ارادہ'' کیا، تو ''ارادے'' سے ذات کی صفت کا بیان ہوگا، اور مخلوق کی نسبت مراد نہ ہوگی۔

(11) اگر ذات کی توحید ''اللہ'' قرار دوں، تو یہ ذات کی توحید ہو گی (صفات کی نہیں)

(12) اگر ''توحید'' کو ذات نہ کہوں، تو یہ مخلوق قرار پائے گی

(13) اگر اسم اور مسمی ایک ہوں، تو توحید کے کیا معنی ہوں گے؟

(14) اگر اللہ اللہ کہوں تو اللہ عین عین ہوگا کیونکہ ''ہو'' ''ہو'' ہے

(15) طاسین کا یہ مقام نفی علل کا ہے اور اسے دوسرے دائروں میں ظاہر کرنا ہے

(16) پہلا دائرہ ازل ہے، دوسرا مفہومات، تیسرا جہت اور چوتھا معلومات

(17) ذات بے صفات نہیں ہے

(18)　ایک شخص علم کے دروازے سے اندر آتا ہے اور دیکھتا نہیں دوسرا صفا کے دروازے سے اندر آتا ہے اور دیکھتا نہیں تیسرا فہم کے دروازے سے اندر داخل ہوتا ہے اور نہیں دیکھتا وہ نہ ذات دیکھتا ہے نہ شے، اور گفتگار دیکھتا ہے نہ ماہیت گفتگا

(19)　عزت اس اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے جس کے قدس کے صدقے اہل معارف کے راستے اور اہل کشف کے ادراکات پاکیزہ ہو گئے

(20)　طاسین کا یہ مقام نفی واثبات کی ''اشکال'' کا طالب ہے

(21)　ایک نقش فکر عام کا ہے، دوسرا فکر خاص وعلم حق کا علامت لا، جو دائرے کا محیط ہے، تمام جہات سے یکساں فاصلے پر ہے دونوں ''ح'' توحید کی مظہر ہیں اور محیط کے ماورا حوادث ہیں۔

(22)　علوم کی فکر بحر اوہام میں غوطہ لگاتی ہے اور خواص کی بحر افہام میں یہ دونوں بحر خشک ہو جائیں، تو راستے مٹ جائیں، دونوں جہاں نابود ہو جائیں، حجتیں مٹ جائیں اور عرفان متلاشی ہو جائے۔

(23)　الوہیت، رحمان پاک اور بے آلائش ہے پاک ہے وہ خدا جو تمام نقائص سے منزہ ہے اس کی برہان قوی اور دلیل غالب ہے وہ جلال، حمد اور کبریائی کا صاحب و مالک ہے اس کے علم و مقدمات کی ابتدا و انتہا اور حد نہیں ہے وہ کائنات کا خالق و بدیع اور ''کون'' سے منزہ ہے اسے اس کی اپنی ذات کے علاوہ کوئی کما حقہٗ نہیں پہچانتا وہ ارواح و اجسام کا خالق ہے۔

طاسین بوستان معرفت

(1) مسافر عالم صور ابو عمارہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ نے کہا معرفت فکر کے ضمن میں ہو یا معرفہ کے سلسلے میں، وہ مخفی ہے فکر عارف کی صفت و زیور ہے، اور جہل اس کی صورت ہے پس معرفت کی صورت افہام سے غائب ہے اس کے عرفان کا اشارہ ملتا ہے، مگر پوری کیفیت معلوم نہیں ہوتی، اتنا اشارہ ملتا ہے کہ اسے کہاں "عرفان" ملا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ "کہاں" کیا ہے "وصل" کا ملنا معلوم ہوتا ہے مگر اس کی کیفیت نہیں "فصل" (جدائی) کا بھی یہی حال ہے محدود اشارے ملتے ہیں، اور معدود، مجہود اور مکدود نا معلوم رہتے ہیں

(2) معرف وراء اور الورا ہے وہ فاصلے، ہمت، اسرار، اخبار اور ادراک سے ماورا ہے، اس لیے کہ یہ چیزیں نیست ہو سکتی ہیں اور کبھی نیست سے ہستی ہوئی تھیں یہ اپنے وجود کے لیے مکان کی محتاج ہیں لم یزل اور جہات و آلات سے بے نیاز نہیں اس جہات معرفت کو کیسے تضمین کریں اور نہایات اس سے کیسے ملحق ہو جائیں؟

(3) جو کوئی یہ کہے کہ اس نے اپنے آپ کو فنا کر کے ذات کی معرفت پائی، تو یہ کیسا دعویٰ ہے؟ کوئی فنا شدہ ذات موجودہ کو کیسے پائے گا؟

(4) جو یہ دعویٰ کرے کہ اپنے وجود کے ذریعے اس نے ذات کا عرفان پایا، تو بتائے کہ ایک "وجود" کے ہوتے ہوئے دوسرا ہے کہاں

(5) جس کسی نے اپنی جہالت کا اعتراف کیا، وہ ذات کو پہچان گیا، مگر یہ

حقیقت ہے کہ چہل حجات ہے اور معرفت ماروائے حجاب ہے۔

(19) ہر نقص کے مقابلے میں استوار ہو، نیز اس میں چشم معشوق کے حلقے کی مانند ایک آن برقرار ہو

(20) علم ''ذات'' کے جواب متلاشی اور مسدود ہیں اس کا ''ع'' اور ''م'' منفک ہیں، اور خواطر اس سے منفصل ہیں اس کے راہ کے راغب، راہب و غارب (ڈرنے والے، غروب ہونے والے) ہیں، مگر اس کے غارب، شارق بھی ہیں اس کا بالائی حصہ ارفع ہے مگر نچلا حصہ بھی زیادہ پست نہیں ہے

(21) معرفت روشن مکتونات میں سے ہے جس کے ساتھ نور دائمی طور پر رہتا ہے، مگر اس کے راستے مسدود ہیں یہ بے جادہ و راہ ہے اس کے معانی واضح ہیں، مگر ان پر دلیل نہیں دی جا سکتی اس کا ادراک مشکل ہے، اور لوگوں کے اوصاف اس سے ملحق نہیں ہو سکتے۔

(22) صاحب معرفت ایک صاحب کشت ہے جس کا وارق (باغبان) رمازدہ ہے، جس کا لاحق وواصل نافذ ہے اور جس کی آبیاری کرنے والا ماکد و ساکن ہے اس کشت کا تارک شاکد ہے، اس کا مارق لاقد ہے، اور اس کا وارع خاسد و گم نام اس سے خائف زاہد ہے اور اس کے درختوں کی اطناب صعود کے اسباب ہیں

(23) ذات مونث و مذکر سے ماورا ہے اس کی بنیاد اس کے ارکان ہیں اور اس کے ارکان، اس کی بنیاد اس کے ساتھی ہمراہ نہیں ملتے ''ہو'' کے سوا کچھ نہیں اور ''ہو'' بجز ''ہو'' اور کیا ہے؟

(24) عارف وہ ہے جو ''دیدار'' کرے اور ''معرفت'' وہ ہے جو بالدارر ہے عارف عرفان کا رفیق ہے کیونکہ اس کا عرفان ''ہو'' پر مختتم ہوتا ہے معرفت اس سے ماسوا ہے، اور معروف اس سے بھی فراتر اور بعید تر

(25) قصہ خوانوں کے لیے قصے ہیں اور خواص کی خاطر معرفت عالم لوگ کلفت و محنت کے لیے ہیں، اہل وسواس کے لیے نزی باتیں ہیں، اہل ایاس کی خاطر بے چینی ہے اور وحشت پسندوں کے لیے غفلت و گمراہی

(26) حق ہمیشہ حق رہے گا، اور مخلوق مخلوق اور اس (حقیقت کے اظہار) میں کوئی باک نہ ہونا چاہیے۔

حواشی

غنچہ از شاخسار مصطفیٰ
گل شو از باد بہار مصطفیٰ

از بہارش رنگ و بو باید گرفت
بہرہ از خلق او باید گرفت

مرشد رومی چہ خوش فرمودہ است
آنکہ ہم در قطرہ اش آسودہ است

''مگسل از ختم الرسل ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و برگام خویش'' ''رموز بے خودی''

معنی حرفم کنی تحقیق اگر
بنگری با دیدهٔ صدیقؓ اگر
قوت قلب و جگر گردد نبی
از خد محبوب تر گردد نبی

من شبی صدیقؓ را دیدم بخواب
گل ز خاک راه او چیدم بخواب
آن امن الناس بر مولای ما
آن کلیم اول سینای ما
همت او کشت ملت را چو ابر
ثانی اسلام و غار و بدر و قبر ایضاً

خاک نجد از فیض او چالاک شد
آمد اندر وجد و بر افلاک شد
در دل مسلم مقام مصطفیٰ است
آبروی ما ز نام مصطفیٰ است
طور موجی از غبار خانه اش
کعبه را بیت الحرم کاشانه اش
کمتر از آنی ز اوقاتش ابد

کاسب افزایش از ذاتش ابد

هستی مسلم تجلی گاه او
طورها بالد ز گرد راه او
بر کجا بینی جهان رنگ و بو
آنکه از خاکش بروید آرزو
یا ز نور مصطفیٰ او را بهاست
یا هنوز اندر تلاش مصطفیٰ است
پیش او گیتی جبیں فرسوده است
خویش را خود عبده فرموده است!
عبده از فهم تو بالا تر است
زانکه او هم آدم و هم جوهر است

عبده دهر است و دهر از عبده، ست
ما همه رنگیم او بی رنگ و بوست!
عبده، با ابتدا بے انتہاست
عبده، را صبح و شام ما کجاست!

لا اله تیغ و دم او عبده،

فاش تر خواهی بگو هو، عبده،

عبده، چند و جگون کائنات

عبده، راز درون کائنات!

مدعا پیدا نگردد زین دو بیت

تا نه بینی از مقام مارمیت

معنی دیدار آن آخر زمان

حکم او بر خویشتن کردن روان

در جهان زی چون رسول انس و جان

تا چو او باشی قبول انس و جان

باز خود را بین، همین دیدار اوست

سنت او سری از اسرار اوست

ای خنک مردی که از یک هوی او

نه فلک دارد طواف کوی او!

وای درویشی که هوی آفرید

باز لب بر بست و دم در خود کشید

ملاحظہ ہو حاشیہ

از دم سیراب آن امی لقب
لاله رست از ریگ صحرای عرب

هر خداوند کہن را او شکست
هر کہن شاخ از نم او غنچه بست

تیغ ایوبیؒ، نگاه بایزید
گنجهای پر دو عالم را کلید

علم و حکمت، شرع و دین نظم امور
اندرون سینه دل با ناصور

این همه یک لحظه از اوقات اوست
یک تجلی از تجلیات اوست
ظاهرش این جلوه های دلفروز
باطنش از عارفان ـ ـ ـ پنهان هنوز

''پس چه باید کرد''

شنیدم در عدم پروانه می گفت
دمی از زندگی تاب و تبم بخش

پریشان کن سحر خاکسترم را
ولیکن سوز و سازیک شیم بخش

بہل افسانہ آن پا چراغی
حدیث سوز او آواز گوش است
من آن پروانہ را پروانہ دانم
کہ جانش سخت کوش و شعلہ نوش است

تصویر: کہا تصویر نے تصویر گر سے
نمائش ہے مری تیرے ہنر سے
ولیکن کس قدر نا منصفی ہے
کہ تو پوشیدہ ہو میری نظر سے
مصور: گراں ہے چشم بینا دیدور پر
جہاں بینی سے کیا گزری شرر پر
نظر درد و غم و سوز و تب و تاب
تو اے ناداں قناعت کر خبر پر
تصور: خبر، عقل و خرد کی ناتوانی
نظر، دل کی حیات جاودانی
نہیں ہے اس زمانے کی تگ و تاز
سزا وار حدیث لن ترانی

مصور: تو ہے میرے کمالات ہنر سے
نہ ہو نومید اپنے نقش گر سے
مرے دیدار کی ہے اک یہی شرط
کہ تو پنہاں نہ ہو اپنی نظر سے

اقبال کے اپنے تصرفات بھی پیشِ نظر رہیں

بود اندر سینۂ من بانگ صور
ملتی دیدم کہ دارد قصد گور!
مومنان با خوی و بوی کافران
لا الہ گویان و از خود منکران!
امر حق گفتند نقش باطل است
زانکہ او وابستہ آب و گل است
من بخود افروختم نار حیات
مردہ را گفتم ز اسرار حیات!
از خودی طرح جہانے ریختند
دلبری با قاہری آمیختند!
اگر گوئی کہ من وہم و گمان است
نمودش چون نمود این و آن است
بگو با من کہ داری گمان کیست؟
یکی در خود نگر آن بی نشان کیست؟

جہاں پیدا و محتاج دلیلی
نمی آید بفکر جبرئیلی
خودی پنہان ز حجت بی نیاز است!
یکی اندیش و دریاب این چہ راز است!
خودی را حق بدان باطل مپندار
خودی را کشت بی حاصل مپندار

وجود کوہسار و دشت و در ہیچ!
جہانی فانی، خودی باقی، دگر ہیچ!
من از بود و نبود خود خموشم
اگر گویم کہ ہستم خود پرستم
ولیکن این نوای سادہ کیست
کسی در سینہ می گوید کہ ہستم
بجام نو کہن می از سبو ریز
فروغ خویش راہ کاخ و کون ریز
اگر خواہی ثمر از شاخ منصور
بعد دل لا غالب الا اللہ فرو ریز

''ارمغان حجاز''

اقبال نے حلاج کے قول ''انا الحق'' کی یہ توجیہہ کی ہے کہ ''من یا خودی حق''

ہے اوپر ایک شعر میں امر حق روح کا کنایہ ہے (قل الروح من امر ربی قرآن مجید) اقبال صدائے خودی یا انا الحق کو روح یا نفس کی پکار قرار دے رہے ہیں، مگر بعض مفسرین نے زیر بحث ''روح'' کو ''روح الامین'' حضرت جبرئیلؑ کا کنایہ قرار دیا ہے اس سیاق میں خودی یا انا الحق الہامی صدا قرار پائی ہے

آیہ مازاغ البصر وماطغی (سورۃ النجم) نیز واقعہ معراج کی ندت آمیز تعبیرات اقبال کے ہاں موجود ہیں، جیسے!

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات
رہ یک گام ہے ہمت کے لیے عرش بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

''بانگ درا'

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں

''بال جبریل'

دے ولولہ شوق جسے لذت پرواز
کر سکتا ہے وہ ذرہ مہ و مہر کو تاراج!
مشکل نہیں یاران چمن! معرکہ باز
پر سوز اگر ہو نفس سینہ دراج
ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا

ہے سر سرا پردہ جاں نکتہ معراج

تو معنی والنجم نہ سمجھا تو عجب کیا

ہے تیرا مد و جزر ابھی چاند کا محتاج

''ضرب کلیم''

بر مقام خود رسیدن زندگی است

ذات رابی پردہ دیدن زندگی است

مرد مومن در نسازد با صفات

مصطفیٰ راضی نشد الا بذات

چیست معراج آرزوی شاہدی

امتحانی رو بروی شاہدی

شاہد عادل کہ بی تصدیق او

زندگی مارا چو گل را رنگ و بو

در حضورش کس نماند استوار

ور بماند، ہست او کامل عیار

''جاوید نامہ''

می ندانی آیہ ام الکتاب

امت عادل ترا آمد خطاب

آب و تاب چہرہ ایام تو

در جہان شاہد علی الاقوام تو

نکتہ سنجان را صلای عام دہ
از علام امیے پیغام دہ
امیتے پاک از ہوی گفتار او
شرح رمز ماغوی گفتار او

''رموز بے خودی'

کہنہ کم خندہ اندک سخن
چشم او بیندہ جان در بدن!
رند و ملا و حکیم و خرقہ پوش
در عمل چون زاہدان سخت کوش
فطرتش بیگانہ ذوق و صال
زہد او ترک جمال لا یزال!
تا گستن از جمال آساں نبود
کار پیش افگند از ترک سجود

گفت و چشم نیم وا بر من کشود
در عمل جز ما کہ برخوردار بود؟
آنچناں بر کارہا پیچیدہ ام
فرصت آید را کم دیدہ ام!
در گذشتم از سجود ای بی خبر

ساز کردم ارغنون خیر و شر

از وجود حق مرا منکر مگیر

دیدہ بر باطن کشا، ظاھر مگیر

گر بگویم نیست، این از ابلہی است

زانکہ بعد از دید نتوان گفت نیست!

من بلی در پردہ لا گفتہ ام

گفتہ من خوشتر از نا گفتہ ام!

زشتی خود را نمودم آشکار

با تو دادم ذوق ترک و اختیار

''جاوید نامہ'

اے صبح ازل انکار کی جرات ہوئی کیونکر؟

مجھے معلوم کیا! وہ راز داں تیرا ہے یا میرا؟

''بال جبریل'

کم بگو زان خواجہ اھل فراق

تشنہ کام و از ازل خونین ایاق!

ماجہول، او عارف بود و نبود

کفر او این راز را بر ما کشود!

از فتادن لذت برخاستن

عیش افزودن ز درد کاستن!
عاشقی در نار او وا سوختن
سوختن بی نار او نا سوختن!
زانکہ او در عشق و خدمت اقدم است
آدم از اسرار او نا محرم است!
چاک کن پیراہن تقلید را
تا بیا موزی ازو توحید را

گفتمش بگذر ز آئین فراق
ابغض الاشیاء عندی الطلاق
گفت ساز زندگی، سوز فراق
ای خوشا سرمستی روز فراق!
برلبم از وصل می ناید سخن
وصل اگر خواھم نہ او ماند نہ من
حرف وصل اورا ز خود بیگانہ کرد
تازہ شد اندر دل او سوز و درد!

''جاویدنامہ'

استدراک:

اپنی تالیف ''ایران میں مابعد الطبیعیات کا ارتقا'' (انگریزی) میں اقبال نے نعرہ انا الحق کو وحدت الوجود کی ایک تعبیر قرار دیا ہے (کتاب مذکور کا باب پنجم) اپنی ایک دوسری انگریزی کتاب ''اسلام میں فکر کیا ہے وہ لوئی مسینو کے اسی ترجمہ شدہ متن کی رو سے ''انا الحق'' کو ''اثبات خودی'' کا اعلان قرار دیتے ہیں حلاج کا یہ قول ''شطحیات عرفا'' کے زمرے میں آتا ہے، اور خودی کے فلسفے کے نقطہ نظر سے اس پر نگاہ ڈالنا بڑا دلچسپ ہے، مگر ایک زمانے میں اقبال اس اصطلاح کو قابل دار جانتے تھے ''ارمغان حجاز'' وہ ''انا الحق'' خودی کے لیے نہیں، بلکہ بے خودی (معاشرہ اور قوم) کے لیے سودمند قرار دیتے ہیں''

اگر فردی بگوید سرزنش بہ
اگر قومی بگرید، ناروا نیست
بہ آن ملت انا الحق سازگار است
کہ از خوش نم ھر شاخسار است
کند شرح انا الحق ہمت او
پی ہر کن کی می گوید یکون است
مہ و انجام گرفتار کمندش
بدست اوست تقدیر زمانہ

ہم حواشی کو ایک مبسوط مقالہ نہیں بنانا چاہتے، اور ان ہی اشارات پر اکتفا کرتے ہیں بعد کی کسی فرصت میں ان پر اضافہ کیا جائے گا۔

ایک ضروری التماس

مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ وہ اپنا اسم گرامی، عہدہ، پیشہ وغیرہ اور مکمل پتا اپنے مضمون کے پہلے اور آخری صفحے پر ضرور تحریر فرمائیں۔

آپ کے مضمون کے پانچ آف پرنٹ آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں اگر آپ کو زیادہ پرنٹ درکار ہوں تو مضمون کے پہلے صفحہ پر مطلوبہ تعداد لکھ دیں ان کی لاگت آپ کے معاوضے میں سے وضع کر لی جائے گی۔

مدیر ''اقبال ریویو'

☆☆☆☆☆

باقیاتِ اقبالؒ

محمد حنیف شاہد

''کچکول''

شیخ عبدالقادر نے اس ''ایجاد'' کے ذریعے شعرائے قدیم وجدید کے کلام کی ترویج واشاعت میں نمایاں کردار ادا کیا انہوں نے ہر باذوق انسان کو دعوت عام دی کہ وہ پسندیدہ اشعار ارسال کریں تاکہ انہیں ''مخزن'' کی زینت بنایا جائے شعر یا اشعار کے دائیں جانب بھیجنے والے اور بائیں جانب شاعر کا نام درج کیا جاتا تھا شیخ عبدالقادر اس ''ایجاد'' کے بارے میں یوں اظہار خیال کرتے ہیں

''اس حصہ میں مختلف استادوں کے مختلف قسم کے کلام کے ایسے ٹکڑے لیے جائیں گے جو بلحاظ مطالب و بلند خیالی یاد رکھنے کے قابل ہوں یا بلحاظ ترکیب و بندش الفاظ کچھ خصوصیت رکھتے ہوں ہر صنف سخن کے استادسے اس ''کچکول'' گدائی کے لیے کچھ مانگ کر اس کو بعینم کچکول بنایا جائے گا کہتے ہیں گداگری میں ایک قسم کی چاشنی ہے کہ جب گداگر کی زبان رنگا رنگ کے لقموں کے مزے چکھ لیتی ہے تو اسے ایک طشت خواہ کیسے ہی مکلّف کھانوں کا دے وہ مزا نہیں دیتا اسی طرح ہم ادب کی دلچسپیوں کے متلاشی نہ ایک صنف، سخن، پر قانع رہتے ہیں اور نہ ایک دروازہ کو کھٹکھٹا کر صبر کرتے ہیں حالی نے کیا خوب کہا ہے:''

لیجئے بھیک دوڑ کر گر ہے گدا گری کا یہ

جس سے ملے، جہاں سے ملے، جو ملے اور جب ملے

ماہنامہ ''مخزن''، اپریل 1901 (جلد 1،نمبر 1) ص 45

دوسرے شعرا اور اہل ذوق لوگوں کی طرح علامہ اقبال بھی نہ صرف اپنا کلام اشاعت کے لئے بھیجتے تھے بلکہ اساتذہ کا چیدہ چیدہ کلام شائع ہوتا رہا۔ان میں نواب مرزا داغ، نواب مرزا اسد اللہ غالب، میر ناظر حسین ناظم، نواب مرزا ارشد گورگانی، شیخ محمد ابراہیم ذوق، مرزا قربان علی بیگ سالک، تسلیم دہلوی، نسیم دہلوی، آغا شاعر، حالی، مرزا انور دہلوی، میر انیس، امیر مینائی، حکیم مومن خاں مومن وغیرہ قابل ذکر ہیں اقبال کی مندرجہ ذیل مختصر سی غزل ''مخزن'' بابت جولائی 1901ء میں شائع ہوئی دیگر شعرا میں میر مونس، مرزا داغ اور مرزا غالب قابل ذکر ہیں

محبت کو دولت بڑی جانتے ہیں

اسے سایہ زندگی جانتے ہیں

نرالے ہیں انداز دنیا سے اپنے

کہ تقلید کو خود کشی جانتے ہیں

کوئی قید سمجھے مگر ہم تو اے دل!

محبت کو آزادگی جانتے ہیں

حسینوں میں ہیں کچھ وہی ہوش والے

کہ جو حسن کو عارضی جانتے ہیں

جو ہے گلشن طور اے دل تجھے ہم

اسی باغ کی اک کلی جانتے ہیں

بتاؤں کیا شرر کی طرح گر پوچھے کوئی مجھ سے

عرض کیا ہے، کدھر جاتا ہوں، کیوں آیا، کہاں آیا

(نسیم) (اقبال)

2 ایضاً، جولائی 1901 (جلد 1، نمبر 4) ص 47

3 ایضاً، نومبر 1901 (جلد 2، نمبر 2) ص 47

کیا نہ کہتی دل صد چاک کی حسرت بلبل

گوش گل کو جو میر شنوائی ہوتی

(تسلیم) (اقبال)

طواف نخل پر کریں گے صفت گرد نسیم

ہم پس مرگ بھی قربان گلستان ہوں گے

خار حسرت بیان سے نکلا

دل کا کانٹا زبان سے نکلا

(داغ) (اقبال)

تم مرے پاس ہوتے ہو گویا

جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا

(مومن) (اقبال)

حشر کو مانتا ہوں بے دیکھے

ہائے ہنگامہ اس کی محفل کا

سد راہ گرچہ تھی صعوبت راہ

لے اڑا اشتیاق منزل کا

تھی غضب طرز پرسش ہم درد

لب پہ آیا ہے مدعا دل کا

(اقبال) (امراؤمرزاانوردہلوی)

نالے بدن کو توڑ کے نکلے برنگ نے

منہ بند کیا ہوا، میں سراپا دہن ہوا

(اقبال) (امیرمینائی)

اور ہی کچھ بن گئی تو خانہ صیاد میں

یہ اثر آگے نہ تھا بلبل تری فریاد میں

4ایضاً،ص 48

5ایضاً

6ایضاً،دسمبر 1901(جلد 2نمبر 3)ص 45

پر مرے ٹوٹے ہوئے اڑ جائیں سب سوئے چمن

ایسی آندھی آئے یا رب خانہ صیاد میں

(اقبال) (داغ)

ہے یہی ذوق اسیری تو اسیری ہو چکی

میں نہیں پھولا سمانے کا کف صیاد میں

میرے دل سے کوئی پوچھے داغ دلی کے مزے

لطف تھا دونوں جہاں کا اک جہاں آباد میں

(داغ) (اقبال)

مندرجہ ذیل نظمیں ابتدائی زمانے کی ہیں اور اقبال کی شاعری کے پہلے دور سے تعلق رکھتی ہیں یہ نظمیں ''مخزن'' میں چھپ گئیں اور یوں محققین کی دسترس سے محفوظ رہیں وہ اس طرح کہ فہرست مضامین میں ان کا اندراج نہ تھا مدیر نے پرچے کی ترتیب کے وقت جہاں خالی جگہ دیکھی جگہ کی مناسب سے نظم کو وہیں لگا دیا راقم الحروف نے جب ''مخزن'' کی فائلوں کی ورق گردانی کی تو یہ نظمیں دستیاب ہوئیں جنہیں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے کیونکہ بقول پروفیسر آل احمد سرور ''اقبال کی ایک ایک سطر کو شائع کرنا چاہیے یہ قوم کی میراث ہے، کسی کا مال تجارت نہیں''

دنیا

چمن خار خار ہے دنیا
خون صد نو بہار ہے دنیا

زندگی نام رکھ دیا کس نے
موت کا انتظار ہے دنیا

ہے نسیم جہاں خزاں پرور
دیکھنے کو بہار ہے دنیا

ہے تمنا فزا ہوائے جہاں
کیا شکست خمار ہے دنیا

خوں روتا ہے شوق منزل کا
رہزن و رہ گزار ہے دنیا

جان لیتی ہے جستجو اس کی
دولت زہر مار ہے دنیا

7ایضاً فروری 1902(جلد 2،نمبر 5)ص 48

8ایضاً جنوری 1905(جلد 8،نمبر 4)ص 30

یاس و امید کا ملاوا ہے
کوئی جاتی بہار ہے دنیا

خندہ زن ہے فلک زدوں پہ جہاں
چرخ کی راز دار ہے دنیا

ہیں جہاں کو غموں کے خار پسند
اس چمن کو نہیں بہار پسند

مفلسی

ہاتھ اے مفلسی صفا ہے ترا
ہائے کیسا تیر بے خطا ہے ترا

تیرہ روزی کا ہے تجھی پہ مدار
بد نصیبی کو آسرا ہے ترا

مایہ صد شکست قیمت دل
دہر میں ایک سامنا ہے ترا

مسکراتا ہے تجھ کو دیکھ کے زخم
یہ کوئی صورت آشنا ہے ترا

التجا پر خاموشی، منعم
ایک فقرہ جلا بھنا ہے ترا

موت مانگے سے بھی نہیں آتی

درد کیا زندگی فزا ہے ترا

شور آواز چاک پیراہن
لب اظہار مدعا ہے ترا

ہے جو دل میں نہاں کہیں کیونکر
ہائے تیرے ستم سہیں کیونکر

(اقبال)

شام

مصر ہستی میں شام آتی ہے
رنگ اپنا جمائے جاتی ہے

اے سبوئے مئے شفق اے شام
تو مئے بے خودی پلاتی ہے

سرمہ دیدہ افق بن کر
چشم ہستی میں تو سماتی ہے

کس خموشی سے اڑ رہے ہیں طیور
تو رہ آشیاں دکھاتی ہے

ریزش دانہ ہائے اختر کو
مزرع آسماں میں آتی ہے

تو پر طیر آشیاں روکو
چشم صیاد سے چھپاتی ہے

9ایضاً فروری 1904 (جلد 8، دسمبر 5) ص 8

10 ایضاً، مئی 1905 (جلد 9، نمبر 2) ص 30

صبح در آستیں ہے تو شاید
آنکھ اختر کی کھلتی جاتی ہے

تو پیام وفات بیداری
محفل زندگی میں لاتی ہے

اپنے دامن میں بھر غنچہ گل
خواب لے کر چمن میں آتی ہے

''خامشی زا ہے تیرا نظارا
آہ! یہ حسن انجمن آرا!''
(سید نذیر حسین، بی اے) (اقبال

تبصرہ ''فلسفہ تعلیم''

مشہور و معروف فلسفی ہربرٹ سپنسر کی تصنیف ''فلسفہ تعلیم'' کے ترجمے کے لیے انجمن ترقی اردو ہند نے جون 1904 میں ایک عام اشتہار دیا ہندوستان کے مختلف حصوں سے پانچ ترجمے آئے یہ تمام ترجمے شمس العلما ڈاکٹر مولوی نذیر احمد دہلوی، شمس العلما مولوی ذکاء اللہ دہلوی، شیخ محمد اقبال، ایم اے، پروفیسر آرنلڈ، گورنمنٹ کالج، لاہور، اور دیگر ممبروں کے پاس اظہار رائے کے لیے بھیجے گئے۔ با تفاق آرا مولودی غلام الحسنین پانی پتی کا ترجمہ پسند کیا گیا۔

اقبال نے اس ترجمے کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ میں اپنی رائے کا اظہار فرمایا:

I have looked through a part of your Urdu "
translation of Spencer,s Education. When Maulana Shibli asked me, last year, whether some part of Spencer,s Synthetic philosophy could be translated in to urdu. i wrote to him that such an attempt would fail, largely on the the ground that the vessel was too

narrow for the contests, but your translation has brought home to me that my judgment was due to my own ignorance of the Possiblities of thismost beautifol and progressive language. with all the

11 ''فلسفہ تعلیم'' از ہربٹ پنسر، مترجمہ مولوی خواجہ غلام الحسنین پانی پتی، شائع کردہ ڈپوٹی بکڈپو، مدرستہ العلوم، علی گڑھ، مطبوعہ مفید عام پالیس، آگرہ، 1906ص ک ط 29

Flexibility of arabic and its wonderfil power of making compounds which it shares with other synthetic languages, recent translations of western scientific ideas in to that language some times, show signs of affedtation and affort. while the easy flow of your sentences, considering the preliminary stage of the development of our language, is simply surprising. had herbert spencer been a hindustani, he could not have adoped a better style. that such a translation is possible in urdu. shows not only your power and ability. but also reflects on the genius of the young and promissing Urdu.

I may notice here another feature of your ”

valuable translation you have added to your work a

running analysis of the whole book which shows

how keen is your faculty of seizing the salient points

of a problem. i hope your book would be widely

read and the analysis would greatily facilitate the

‘understanding and appreciation of spencers views

رائے

منشی غلام قادر فرخ امرتسری نے ’’خنجر ہلال‘‘ کے نام سے ایک دلچسپ معرکتہ الا را تاریخی ڈرامہ لکھا جس میں جنگ عظیم یورپ کے عبرت ناک انجام، اتحادیوں کے عالم گیر اقتدار، سلطنت عثمانیہ کی حالت نزع، حکومت قسطنطنیہ کی بے بسی، یونان کی سفا کانہ دستبرد، غازی مصطفیٰ کمال پاشا کی اعجاز نما خداداد شجاعت و سیاست، ترکان احرار کے عدیم المثال جوش ملی، لشکر اسلام کی بے نظیر فتوحات، ولایت سمرنا پر شجاعانہ قبضہ، درہ دانیال کی طرف فاتحانہ پیش قدمی، تھریس، ادرنہ اور قسطنطنیہ کی واپسی، سلطنت ترکیہ کے سابق اقتدار کی بحالی کے سبق آموز اور دردانگیز واقعات نہایت موثر اور دل آویز پیرایہ میں قلم بند کیے یہ کتاب دار الاشاعت امرتسر کی طرف سے 1922 میں شائع ہوئی جو چھوٹے (12/30x20) کے ایک سو تمیں صفحات پر مشتمل ہے علامہ اقبال نے کتاب کے بارے میں اظہار خیال فرماتے

ہوئے تحریر کیا:

''ڈراما بہت دلچسپ ہے مجھے یقین ہے کہ لوگ اسے شوق سے پڑھیں گے۔ ڈرامے کا نام نہایت موزوں ہے جس کے لیے فرخ صاحب کو خصوصیت سے داد دیتا ہوں''

انجمن حمایت اسلام لاہور کے بیالیسویں سالانہ جلسے منعقدہ اپریل 1928ء کے لیے علامہ اقبال نے انگریزی زبان میں ایک لیکچر دینے کا وعدہ فرمایا اور اس امر کی اطلاع سیکرٹری انجمن مولوی غلام محی الدین قصوری کو دے دی لیکن جب جلسے کا پروگرام چھپا تو اس میں ایک کے بجائے دو جگہ آپ (علامہ اقبال) کا نام درج تھا اس پر آپ کو بہت افسوس ہوا آپ نے مدیر ''انقلاب'' کے نام مندرجہ ذیل خط تحریر فرمایا تا کہ عوام الناس غلط فہمی میں نہ رہیں آپ نے لکھا:

''انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے کے پروگرام میں میرا نام خلاف قرارداد دو جگہ درج ہے، حالانکہ میں نے صرف ایک انگریزی میں تقریر کرنے کا وعدہ کیا تھا میں نے اس امر کی اطلاع مولوی غلام محی الدین صاحب وکیل، سیکرٹری انجمن، کو کر دی تھی اور ان سے تصیح کی درخواست بھی کی تھی مگر ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اندریں حالت میں کسی وعدہ کا پابند نہیں عام مسلمانوں کو غلط فہمی سے بچانے کے لیے ازراہ عنایت اس عریضے کو اپنے اخبار میں شائع فرما دیجیے گا فقط''

مخلص

محمد اقبال

نغمہ مسرت

علامہ اقبالؒ کا کلام باغت نظام اسلامیہ کالج کے مجلّہ ''کریسنٹ'' میں بھی چھپتا رہا اس زمانے میں حصہ انگریزی کے مدیر پروفیسر عبدالعزیز اور پروفیسر عبدالحمید تھے جبکہ حصہ اردو کی ادارت پروفیسر غلام عباس اور پروفیسر محمود خاں شیرانی کے سپرد تھی ''کریسنٹ'' میں شائع ہونے والا جو کلام میسر ہوا ہے، اس کی تفصیل یوں ہے: ''حقیقت حسن'' (''کریسنٹ'' اپریل 1923 ص 16) ''غزل'' (''کریسنٹ'' مئی 1923ص 16) ''میلاد آدم'' (''کریسنٹ'' نومبر دسمبر

روزنامہ انقلاب 4 اپریل 1928، ص 4

1923، ص 24) ''کشمیر'' (''کریسنٹ'' اکتوبر 1923، ص 24) یہ تمام کلام ''کلیات اقبال اردو'' (ص 821/12) اور ''کلیات اقبال فارسی'' (ص 306/255) میں درج ہے ذیل میں جو چیز ہم پیش کر رہے ہیں، اور نہایت فخر سے پیش کر رہے ہیں، وہ ایک ترجمہ ہے جسے علامہ اقبالؒ نے اردو کا لباس پہنایا یہ ترجمہ ہنری ڈیوی سے کیا گیا ہے اور ''کریسنٹ'' بابت نومبر دسمبر 1923، (ص 9/10) میں شائع ہوا۔

''اے میرے مسرور دل! ساز انبساط کو چھیڑ اور خوشی و راحت کے راگ الاپ تیرا نغمہ مرغ بہار کا نغمہ ہے جو فصل بہار میں جبکہ قوس قزح زینت افلاک ہوتی ہے فضا ظاہری سے مسحور ہو کر سرور وجدانی میں زمزمہ سرا ہوتا ہے۔''

”اے دل! اے میرے شادماں دل! اپنی ولولہ انگیز جوانی کے دلوں میں موت کے خیال کو سپرد نسیاں کرتا کہ اس کا بھیانک تصور تجھے خوفزدہ نہ بنائے اور جب سفینہ عمر رو دبار جوانی سے گزر کر بحر انحطاط میں ڈگمگانے اور ہر طمانچہ موج فنا کا پیغام دے تو وہ خوف و ہراس سے ہرگز ہرگز لرزاں نہ ہو۔“

”اے معصوم دل! تجھے حرص کی طلائی زنجیریں مقناطیسی نظروں سے دیکھ رہی ہیں لیکن ان کو اپنی بے پرواہی کے پاؤں سے ٹھکرا دے کیونکہ حریص کا پیمانہ، آز باوجود لبریز ہونے کے اس کی نظروں میں خالی ہے۔“

”اے دل! مرحلہ صبر و قناعت میں خیمہ زن ہو جا اور اپنی کم مائیگی کا خیال نہ کر کیونکہ حقیقی خوشی فائز المرامی سے عیاں ہے اور بد بختی و عسرت ناکامی میں نہاں ہے۔“

”میں ان راحت افزا اور انبساط انگیز خیالات میں محو ہو جاتا ہوں اور اس فرصت سے جو مجھے دوسروں کی نظروں سے حاصل ہوتی ہے، اپنی قدر پہچانتا ہے“

”لیکن اے میرے مسرور دل! ساز محبت کو چھیڑ اور خوشی و راحت کے راگ الاپ جیسے کہساروں سے گزرنے والا نالہ آزادی کے ولولوں میں خوشی کے راگ الاپتا ہے۔“

اعلان جلسہ

آل پارٹیز کانفرنس منعقدہ لکھنو میں کانگرس اور ہندو سبھا کے ہندو رہنماؤں اور بعض بد اندیش مسلم نمائندوں نے مل کر مسلمانان پنجاب کے حقوق کو پامال کیا اور

مسلم کش فیصلہ کیا اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کے لیے 9 ستمبر 1928ء کو مسلمانان لاہور نے ایک عظیم الشان جلسے کے انعقاد کا اعلان کے علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل مسلم زعما کے ہمراہ حسب ذیل اعلان فرمایا (1) شیخ محمد شریف پراچہ، مالک سول پرنٹنگ پریس لاہور (2) ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین ایم اے ایل ایل ڈی بیرسٹرایٹ لاء (3) شیخ رحیم بخش، مالک فرم سیٹھ خدا بخش اینڈ سنز (4) حکیم محمد شریف آنئی ڈاکٹر، رئیس لاہور (5) حاجی محبوب عالم، ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' لاہور (6) خواجہ فیروز الدین، بیرسٹر ایٹ لاء (7) ڈاکٹر سید دلاور علی شاہ، ایم بی بی ایس (8) میر عزیز الدین پنشنر ای اے سی (9) مولوی غلام محی الدین خاں ایڈووکیٹ (10) سید محسن شاہ بی اے، ایل ایل بی ایڈووکیٹ (11) غلام مرتضیٰ مینجر سیاست (12) سید عنایت شاہ مالک اخبار ''سیاست'' (13) مولانا سید حبیب شاہ، مدیر ''سیاست'' (14) ڈاکٹر سید ایم ایف شاہ، لنڈا بازار (15) چودھری فتح محمد، موچی دروازہ (16) خاں صاحب شیخ محمد دین، ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ (17) مولانا غلام رسول مہر ایڈیٹر ''انقلاب'' (18) مولانا عبدالمجید سالک، ایڈیٹر ''انقلاب'' (19) میاں عبدالعزیز اندرون دہلی گیٹ (20) حکیم جلال الدین (21) مولوی دین محمد، بانی ''حزب الاحناف'' (22) میاں عبدالمجید اندرون دہلی گیٹ (23) شیخ حسن الدین (24) میاں نصیر الدین (25) استاد گام (26) شیخ عنایت حسین (27) خان سعادت علی خاں (28) حکیم محمد شریف، ایڈیٹر ''الحکیم'' (29) ملک فیروز الدین (30) ملک فتح شیر خاں (31) شیخ عبدالعزیز، بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ (32) شیخ امیر علی شاہ

رئیس چوک جھنڈا (33) مولوی یعقوب خاں ایڈیٹر "لائٹ" (34) میاں فیروز الدین لانڈری ورکس (35) حکیم جلال الدین، بیرون موچی گیٹ (36) میاں خورشید زماں، بیرسٹر ایٹ لاء (37) شیخ کرم الٰہی، اسپورٹ ایجنٹ (38) **ملک** قادر بخش، پنشنر رئیس مزنگ (39) **ملک** لال دین قیصر (40) میاں نظام الدین، رئیس اعظم (41) میاں عبدالعزیز، بیرسٹر ایٹ لاء (42) **ملک** مبارک علی۔

"آل پارٹیز کانفرنس لکھنو میں کانگرس اور ہندو سبھا کے ہندو رہنماؤں اور بعض غیر مال اندیش مسلم نمائندوں نے مل کر اسلامی حقوق کے خلاف جو تباہ کن فیصلہ کیا ہے، اس کے خلاف شدت سے صدائے احتجاج بلند کرنے اور مسلمانوں کو ان کے سیاسی حقوق و مطالبات کے لیے جدوجہد پر آمادہ کرنے کے لیے 9 ستمبر 1928 کو بروز یک شنبہ شام کے آٹھ بجے بیرون موچی دروازہ میں مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہو گا جس میں مسلم نمائندوں کی کوتاہ اندیشی واضح کی جائے گی اور مسلمانوں کو طلب حقوق کی جدوجہد کے طریقے سمجھائے جائیں گے لاہور کے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اس جلسے میں شریک ہو کر اسلامی مطالبات و حقوق کی تقویت کا باعث ہو۔"

آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کی یادداشت

8 نومبر 1972ء کو حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی آئینی صورت حال کا جائزہ لینے اور آئندہ آئین کے متعلق سفارشات کرنے کے لیے ایک کمشن سر جان سائمن کی سربراہی میں ہندوستان بھیجنے کا اعلان کیا آئینی کمشن سے تعاون کے

مسئلے پر مسلمان رہنما دو گروہوں میں بٹ گئے ایک کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے مفاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ کمشن سے تعاون کریں دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ ہندوؤں سے تصفیہ کر کے کمیشن کا بائیکاٹ کیا جائے علامہ اقبال اول الذکر گروہ کے حامی تھے آپ ان دنوں آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کے جنرل سیکرٹری تھے (آپ کا تقرر 20 فروری 1972ء کو ہوا) آپ نے میاں سر شفیع اور دیگر مسلمان زعما کے ہمراہ کمشن سے تعاون کے سلسلے میں متعدد بیانات جاری کیے جب کمشن نے لاہور کا دورہ کا ے تو مختلف سیاسی پارٹیوں نے کمشن سے ملاقاتیں کیں اور اپنے مطالبات پیش کیے۔

8 نومبر 1927 کو پونے تین بجے کا وقت آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) کے لیے مقرر تھا مسلم لیگ کی طرف سے ایک بڑا وفد کمشن کے سامنے پیش ہوا جس میں میاں سر محمد شفیع (رئیس وفد) سر محمد اقبال، سر عبدالقادر، سر عمر حیات خاں ٹوانہ، خاں سعادت علی خاں، مولانا غلام محی الدین قصوری، سردار حبیب اللہ، ایم ایل سی، شیخ دین محمد، ایم ایل سی، سید محسن شاہ ایڈووکیٹ، چودھری عبدالغنی، بیرسٹر، شیخ عظیم اللہ، ایڈووکیٹ، مولوی محبوب عالم ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' مفتی محمد صادق، میاں حفیظ اللہ، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ، نواب احمد نواز خاں (صوبہ سرحد) مسٹر اے ایچ غزنوی (بنگال) شیخ محمد عبداللہ صاحب ایم ایل سی (یو پی) میاں محمد دین، نواب محمد علی خان قزلباش، سیٹھ آدم جی (راولپنڈی) مولانا محمد علی، امیر جماعت احمدیہ لاہور، مرزا بشیر الدین محمود اور ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین شامل تھے۔

وفد نے صوبجاتی آزادی، متحدہ مرکزی حکومت اور جداگانہ انتخاب پر زور دیا

بحث و تمحیص میں چودھری ظفر اللہ خاں، راجہ نرندر ناتھ، ڈاکٹر سہروردی، ڈاکٹر گوکل چند نارنگ (انہوں نے احمد جماعت کی دادداشت پیش کی) سردار اجل سنگھ، راجہ نواب علی، کپتان سکندر حیات خاں، سردار شیو دیو سنگھ، نواب ذوالفقار علی خاں اور علامہ اقبال نے حصہ لیا علامہ اقبال سے سر جان سائمن نے کچھ سوالات کیے علامہ اقبال اور سر جان سائمن کے سوال و جواب پیش کیے جاتے ہیں

س: کیا مسلمانوں میں بھی اچھوت ہیں؟

14 ایضاً نومبر 1928 ص 4

15 ایضاً

ج (علامہ اقبال) ہاں مصلی ایک قوم ہے جس کو عام طور پر ایسا سمجھا جاتا ہے مگر وہ برابر بلا روک ٹوک مسجدوں میں جاتے ہیں اور ہندوؤں کی طرح مسلمان کیونکر سمجھ سکتے ہیں کہ ان کے ووٹوں کو تو مقدس سمجھ لیں اور جسموں کو اچھوت مانیں

س: سر اقبال، کیا آپ کے خیال میں شرعی مسائل کے لیے قاضیوں کے تقرر کی ضرورت ہے؟

ج: لیگ کی یادداشت میں یہ بات نہیں ہے، لیکن پنجاب کے مسلمانوں کے متعلق جس حد تک مجھے علم ہے کہ سکتا ہوں کہ وہ قاضیوں کے تقرر کے حامی ہیں

س: صوبہ سرحد کی اصلاحات کے متعلق کیا خیال ہے؟ (سر جان سائمن نے کہا کہ یہ سوال صوبہ سرحد میں پوچھا جائے گا)

سر جان سائمن کی خدمت میں آل انڈیا مسلم لیگ (شفیع لیگ) لاہور کی یادداشت بھی پیش کی گئی جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ ڈاکٹر سر محمد اقبال اور میاں

سر محمد شفیع کی مرتب کردہ ہے خوش قسمتی سے یہ یادداشت ہمارے ہاتھ لگ گئی ہے اور ہم اسے عقیدت مندان اقبال اور طلبائے سیاسیات کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے نہایت فخر محسوس کرتے ہیں کیونکہ چالیس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ یادداشت آج تک منصۂ شہود پر نہ آسکی اصل یادداشت انگریزی میں تھی، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

تمہید

ان افراد کی تعداد جن کی طرف سے مفصلہ ذیل امور پیش کرنے کا اختیار مسلم لیگ کو حاصل ہے ہندوستان کی مسلمان قوم کی بہت بڑی اکثریت پر مشتمل ہے جن کی آبادی کا شمار سات کروڑ ہے آل انڈیا

16 روزنامہ ''زمیندار'' لاہور، 24 جون 1928، ص 6

17 روزنامہ ''انقلاب'' 3 جولائی 1928 ص 2، 6

مسلم لیگ نے اپنی کونسل صوبجاتی مجالس اور اضلاع کی مجالس اور مقامی لیگوں کے ذریعہ ان مسلمانان ہند کے سیاسی، اقتصادی، معاشرتی، مذہبی اور عام مفاد کا تحفظ کرنے کا وظیفہ اپنے ذمے لے رکھا ہے۔

اس یادداشت میں آل انڈیا مسلم لیگ تمام مسلمانان ہند کے جذبات وحسیات اور نقطہ نگاہ کی نمائندگی کرتی ہے اور صرف ان معاملات کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتی ہے جو ایک مرکزی جماعت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور صوبجاتی مجالس اور دیگر مقامی اسلامی انجمنوں کے لیے اپنے پیش کردہ معاملات کی جداگانہ

تائید کرنے اورمزید امور پیش کرنے کا حق چھوڑتی ہے یہ بات عدم مرکزیت کے اصول کے اعتراف کے طور پر کی جارہی ہے کیونکہ صوبجات کی مقامی مجالس بھی ان حالات کوبہتر طریق پر سمجھ سکتی ہیں جو ان صوبجات میں موجود ہیں جومطالبات اس یادداشت میں پیش کئے گئے ہیں وہ اصلاحات کی آنے والی منزل کی بنیاد پر ملک کے موجودہ حالات کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں اور ملک کی آئندہ آئینی ترقیات کے لئے جواس ملک میں قلم رو برطانیہ کے اندر ذمہ دار حکومت کے قیام کے معاہدہ کے مطابق عمل میں آئے گی اور جس کے اصول کو برطانوی پارلیمنٹ تسلیم کرچکی ہے، کسی طرح ضرررساں نہیں اس معاہدہ کی تکمیل اس ملک کے باشندوں کی جائز امنگ ہے تاکہ یہاں کے لئے جمہوری اصول پر ایک آئینی حکومت مرتب ہوسکے۔

نظام حکومت کا عمل

سب سے پہلے لیگ اس امر پر بہت تاکید کے ساتھ زور دینے کی خواہاں ہے کہ کسی نئے آئین حکومت کا مرتب کرنا بہت خطرناک ہے جو حالات حاضرہ کی طرف پوری توجہ نہ دینے کے باعث حکومت امرا پیدا کرنے کا موجب ہے ہندوستان کے سے وسیع براعظم میں جو روس کو چھوڑ کر باقی سارے یورپ کے برابر ہے اور مختلف صوبجات میں جن میں بعض صوبے ممالک یورپ سے بھی بڑے ہیں بٹا ہوا ہے جس میں اکتیس کروڑ اسی لاکھ باشندے مختلف نسل کے، مختلف عقائد کے، مختلف زبانیں رکھنے والے، مختلف معاشری رسم و رواج اور روایات رکھنے

والے اور مختلف مفاد رکھنے والے موجود ہیں، اس امر کی اشد ضرورت ہے کہ ایسا آئین حکومت رائج کیا جائے جو سب کی ضروریات اور سب کے حقوق پر حاوی ہو اس مقصد کے لیے مجالس وضع قوانین، مقامی مجالس، تعلیمی ادارات اور سرکاری ملازمتوں میں بڑی بڑی قوموں کی نمائندگی کا انتظام اس طرح ہونا چاہیے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو۔ اس کے ساتھ ہی چونکہ ایک ایسی حکومت کے قیام کی بنیادیں رکھی جارہی ہیں جو بڑی بڑی قوموں اور بڑے بڑے مفادوں کی مکمل طور پر نمائندگی کرے گی اس لیے آئین حکومت میں ایسی حکومتوں کا مہیا کرنا ضروری ہے جو کمزور طبقوں اور پس ماندہ قوموں کو معقول مراعات کے ذریعے ابھارنے اور ترقی کے معراج پر لانے پر منتج ہوں موجودہ نظام حکومت کی سب سے بڑی خامی یہ ہے کہ اگرچہ اس موجودہ آئین میں ایسے ایسے ملحوظات رکھے گئے ہیں، مثلاً مسلمان قوم کے لیے خاص نیابت مقرر کردی گئی ہے، تاہم یہ ملحوظات اس قوم کے اجارم کلی کے سامنے بروئے کار نہیں آسکیں جسے سب سے بڑی اکثریت خیال کیا جاتا ہے لیگ کا خیال ہے کہ مردم شماری میں آبادی کی مصنوعی تقسیم سے جس میں کہ ان لوگوں کو جو نہ تو مسلمان ہیں اور نہ عیسائی ہندو کہا جاتا ہے، اونچی جاتی کے ہندوؤں کو غلبہ نیابت حاصل ہو جاتا ہے اور آرین قوم کے آنے سے پہلے بسنے والے باشندوں اور اچھوت جاتیوں اور دیگر بڑی بڑی قوموں کے مفاد پامال ہو رہے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ

الف قوموں کی جدید تقسیم جلد سے جلد اور نہایت مستحکم و موثق بنیادوں پر عمل میں لائی جائے

ب آئین کی رو سے مسلمانوں کے لیے نیابت کی زیادہ موزوں اور منصفانہ بنیاد مقرر کی جائے اور اندریں اثنا نیابت کی نئی تعین کے لیے 1921 کی مردم شماری کے اعداد و شمار پر اوسط ترقی کے لحاظ سے اضافہ کر کے تناسب مقرر کیا جائے۔

ج اس امر کے پیش نظر کہ مستقبل قریب میں برطانوی ہند اور ہندوستانی ریاستیں ایک ہی قومیت کے رشتے میں منسلک ہو کر ریاست ہائے متحدہ کے اصول پر ملک کی نجات کے لئے اشتراک عمل کریں، ان کے تعلقات کا جدید انتظام اور بندوبست کیا جائے۔

حق رائے دہی کی بنیاد

چونکہ آئینی ڈھانچے کی اساس و بنیاد حقوق رائے دہی اور حلقہ جات انتخاب پر قائم ہے اس لیے لیگ تجویز کرتی ہے کہ ان دو امور کا خاص طور پر معائنہ کیا جائے اس وقت ہماری قانون ساز مجلسوں کا حق رائے دہی خواہ وہ مرکزی ہوں یا صوبجاتی اس قدر بلند ہے کہ ان مجالس کو صحیح طور پر جمہور کی نمائندہ مجالس نہیں کہا جا سکتا اگر ووٹ دینے والے کے اوصاف میں جائداد رکھنے کے وصف کی بہ نسبت اس کے خواندہ ہونے کے وصف کو ترجیح دی جائے تو زیادہ فائدہ مترتب ہو سکتا ہے علاوہ ازیں ان چھوٹی چھوٹی قوموں کو جنہیں جداگانہ فرقہ وار نیابت کا حق نہیں دیا گیا، ایک عام اصطلاح کے ماتحت، جیسے کہ پنجاب میں ''غیر مسلم'' کی اصطلاح ہے، لایا جانا بہت بے انصافی ہے فی الواقعہ اس تقسیم نے ملک میں حکومت امرا کو ترقی دی

ہے، اس لیے اگر حق رائے دہی کا معیار گھٹا دیا جائے اور اگر تمام قوموں کو مناسب اور منصفانہ نمائندگی دی جائے تو ہماری قانون ساز مجالس جمہور کی صحیح تر نمائندگی کرنے لگیں اور مشترکہ مفاد کی ترقی کے لئے زیادہ موثر بن جائیں ان حالات کے اندر لیگ تجویز کرتی ہے:

الف اگر نئے آئین میں قانون ساز مجالس کا دیوان اعلیٰ قائم رکھنا مقصود ہو تو کونسل آف سٹیٹ کے حق دہی کا معیار اتنا گھٹا دیا جائے کہ وہ لوگ جو اس وقت اسمبلی کے لئے رائے دینے کا حق رکھتے ہیں آئندہ کونسل آف اسٹیٹ کے لئے رائے دے سکا کریں

ب وہ لوگ جو اس وقت صوبجاتی کونسلوں کے انتخاب کے لیے رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اسمبلی کے انتخاب کے لئے رائے دے سکا کریں

ج صوبجاتی کونسل کے انتخاب کے لیے بلوغ و رشد کی ہمہ گیر شرط رکھی جائے اس کا یہ مطلب ہے کہ مقامی مجالس کے لیے بھی حق رائے دہی ہمہ گیر ہو

د تمام انتخابی طریق میں ووٹ دینے والے اور امیدوار کھڑے ہونے والے کے درمیان کوئی امتیاز نہ رکھا جائے۔

حلقہ جات انتخاب

حلقہ جات انتخاب کے معاملے میں لیگ کا خیال ہے کہ آج بھی مسلمانوں کے

لئے ''جداگانہ حلقہ جات انتخاب'' کا طریق آئین کا بنیادی اصول ہونا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ اس وقت تک تھا جبکہ منٹو مارلے سکیم کے مطابق پہلے پہل یہ رائج کیا گیا تھا اور مانٹیگو چیمسفورڈ کی سکیم میں اس کی بدیں الفاظ تصدیق کی گئی تھی کہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے موجودہ صورت حال کا قائم رکھنا خواہ یہ عام شہریت کے اصولی معراج کے حصول کی طرف ترقی کرنے پر اثر انداز ہی کیوں نہ ہو، نہایت ضروری ہے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پنجاب اور بنگال اور دیگر مقامات میں جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کی ترتیج کا طریق اس قدر مفید ثابت ہوا کہ یو پی کی قانون ساز کونسل کو بھی اپنی مقامی مجالس میں اس طریق کی ترویج پر رضامندی کا اظہار کرنا پڑا اس سلسلے میں لیگ کمیشن کی توجہ یو پی کے سابق وزیر مسٹر وائی چنتامنی کی اس شہادت کی طرف مبذول کرانے کی خواہاں ہے جو انہوں نے مڈیمان کمیٹی کے سامنے دی تھی اور کہا تھا کہ مسلمانوں کے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب ان کے اور ہندو قوم کے درمیان تصادم کو کم کرتی ہے (ملاحظہ ہو مجلس تحقیقات اصلاحات کی رپورٹ ضمیمہ، 16 جلد 1 صفحات 316 تا 319) لیگ یہ دعویٰ بھی پیش کرتی ہے کہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب نہ صرف تصادم کے دائمی اسباب کو روکتے ہیں بلکہ دونوں قوموں کے درمیان باہمی اشتراک عمل اور خیر سگالی پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں فرقہ وار کشیدگی کے اسباب جو موجود ہیں دوسری اطراف میں پائے جاتے ہیں اور یقینی طور پر ہندو سیاست دانوں اور ہندو اخبارات کے ایک حلقے کا یہ شور وغوغا، کہ جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب فسادات اور خونریزی کا باعث ہیں، مصنوعی اور غلط ہے اس بدامنی اور حوادث کے اصل بواعث و اسباب کی تشریح ایک ضمیمہ میں کردی گئی

ہے جو اس یادداشت کے ساتھ لگا دیا گیا ہے ہندوستان کی ساری مسلمان آبادی جن کی نمائندگی لیگ کرتی ہے بڑی شدت کے ساتھ مشترکہ حلقہ جات انتخاب کی ہر سکیم کی مخالف ہے، خواہ اس میں نشستیں مختص کی جائیں یا نہ کی جائیں اس لیے مسلمانوں کے لیے جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب کو اصلاحات کا جزو لاینفک بلکہ اصل الاصول سمجھا جائے۔

مجالس قانونی اور حلقہ جات نمائندگی

حق رائے دہی اور حلقہ جات انتخاب کے مسائل کے ساتھ ہی دوسرا سوال مجالد قانونی کی موجودہ حالت کا ہے مغرب کی جمہوری حکومتوں کی مجالس قانون ساز کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ہماری قانون ساز مجالس کی موجودہ حالت صوبہ سندھ کی طرح احاطہ بمبئی کا جدی ترکہ نہیں بن سکتا امر واقعہ یہ ہے کہ اس صوبے کو احاطہ بمبئی کے ساتھ جتے رکھنے سے اس کی تعلیمی، مادی اور معاشرتی ترقی کو سخت نقصان پہنچا ہے معاملات کی اس غیر طبعی حالت نے صوبہ مذکور کو آج تک اپنی یونیورسٹی اور عدالت عالیہ کے قیام سے بھی محروم کر رکھا ہے۔

احاطہ بمبئی کا معاندانہ رویہ

بمبئی کی حریفانہ رقابت کی وجہ سے کراچی کا بندرگاہ بھی آئندہ ترقی کے لئے عملی کارروائیوں سے ابھی تک محروم ہے حالانکہ یہی بندرگاہ ہندوستانی غلہ کو غیر ممالک

میں بھجوانے کا عظیم ترین مرکز ہے جس کی خوش حالی اور ترقی زیادہ تر تجارت اور سوداگری پر منحصر ہے اور سندھ کے بیشتر حصہ کا دارومدار زراعت پر ہے اس وقت تک اس صوبہ کی زراعتی ترقی کے متعلق کمال لاپروائی کا برتاؤ کیا گیا ہے اس لیے یہ لیگ پر زور مطالبہ کرتی ہے کہ صوبہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے علیحدہ کیا جائے اور اسے انتظامی اور آئینی مجالس کے جداگانہ حقوق عطا کیے جائیں۔

وہ صوبجات جن میں مسلمانوں کی اقلیت ہے

آئینی اور انتظامی رقبہ جات کی اس جدید تقسیم سے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے ہندوستان کے کل گیارہ صوبوں میں سے آئندہ پانچ صوبے ایسے بن جائیں گے جس میں مسلم آبادی کو اکثریت حاصل ہوگی، لیکن بحیثیت مجموعی ہندوستان کی مسلم اقلیت کی موجودہ حالت ایسی ہے کہ تمام مسلمانوں کے لیے ایک اہم ترین غور طلب مسئلہ بن رہی ہے مسلمان تاریخی، سیاسی اور مردم شماری کے لحاظ سے کسی دوسری قوم سے کم اہمیت نہیں رکھتے بلکہ اکثر اقوام سے انہیں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

ناطق قانون کی ضرورت

باقی ماندہ چھ صوبوں میں ان کی آبادی اس قدر قلیل ہے کہ اگر آئندہ دستور اساسی میں ان کی حفاظت کے لیے مناسب، معقول اور موثر تدابیر اختیار نہ کی گئیں

اور کسی ناطق قانون کے ذریعے ان کی نمائندگی کی پوری تصریح نہ کردی گئی اور اس کا تصفیہ مرکزی یا صوبجاتی مجالس مقننہ یا مقامی جماعتوں اور تعلیمی اداروں یا محکمہ جات کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا تو وہ دستور اساسی فیصلہ کن نہیں سمجھا جائے گا اور اس سے اصلی مقصد حاصل نہ ہوگا لہذا یہ لیگ مطالبہ کرتی ہے کہ مسلمانان ہند کے مجموعی مفاد کے تحفظ کے لیے برطانوی پارلیمنٹ ایسا آئین مرتب کرے جس سے مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت ہو سکے اور ان صوبوں میں جہاں ان کو اکثریت حاصل ہے، اور دوسرے صوبوں میں جہاں ان کی اقلیت ہے، دونوں جگہ انہیں یقنی اور خاص تحفظ حقوق کا اطمینان ہو جائے۔

بعض اہم مطالبات

اس سلسلہ میں مصرحہ ذیل امور خاص طور پر قابل لحاظ ہیں

الف مذہبی شعائر کی ادائیگی کے سلسلے میں انہیں ذبیحہ گائے کی قانوناً اجازت ہو اور مسجدوں کے سامنے باجہ بجانے کی ممانعت کی جائے۔

ب منتخبہ جماعتوں یعنی بدیات، ڈسٹرکٹ بورڈوں، یونیورسٹیوں اور دوسرے تعلیمی بورڈوں میں انہیں معقول اور موثر نمائندگی بذریعہ جداگانہ انتخاب عطا کی جائے۔

ج مرکزی اور صوبجاتی کابینہ ہائے وزارت میں ان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے

د سرکاری ملازمتوں میں یعنی حکومت یا مقامی جماعتوں یا تعلیمی اور دیگر

تمدنی اداروں میں ان کے حقوق کی حفاظت کی جائے

ہ تمام تعلیمی درس گاہوں میں جو حکومت نے قائم کر رکھی ہیں یا جن کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے، مسلم طلبہ کے داخلے اور مسلم اساتذہ کے تقرر کا انتظام کیا جائے۔

و تمام تعلیمی اداروں میں جو حکومت نے قائم کر رکھے ہیں، یا جن کو حکومت کی طرف سے گرانٹ ملتی ہے، اردو زبان کا استعمال کیا جائے۔

ز تعلیمی یا دیگر اغراض کے لیے حکومت کی طرف سے جو گرانٹ دیے جائیں ان کی تقسیم مناسب اور معقول طریقے پر ہو۔

انتظامی اختیارات

انتظامی کونسل اور مجلس وضع قوانین کے مسئلے پر بحث کرنے سے پیشتر لیگ ضروری خیال کرتی ہے کہ مجموعی دستور اساسی کے متعلق ایک اہم ترین مسئلے کی جانب توجہ منعطف کرائی جائے جیسا کہ قبل اذیں ذکر ہو چکا ہے ہندوستان ایک وسیع چھوٹا براعظم ہے اس میں کئی احاطے اور صوبے شامل ہیں جن میں ایسے لوگ آباد ہیں جو مختلف زبانیں بولتے ہیں، جداگانہ خلوص رکھتے ہیں ان کی جدوجہد اور دلی جذبات صوبجاتی ہمدردی کے زیر اثر ہیں اور 3/4 صدی، بعض حالتوں میں پوری صدی سے بھی زیادہ، عرصے سے اپنے اپنے صوبوں میں سکونت پذیر ہیں۔

ریاست ہائے متحدہ ہندوستان

اس لیے لیگ کو ازبس ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان ستور اساسی متحدہ حکومت کے طریق پر قائم ہو، پر ایک صوبہ جداگانہ ریاست کی حیثیت رکھے اور مشترکہ معاملات میں سب مرکزی متحدہ حکومت کے ماتحت ہوں بالفاظ دیگر حالات کے موجودہ مرحلے پر بھی اس ملک میں جو اصلاحات نافذ کی جائیں اس نظریہ کے ماتحت ہوں کہ اس سے آخرکار ایسی ریاست ہائے متحدہ ہند کی بنیاد قائم ہو سکے جو برطانی کامن ویلتھ کے دائرہ میں شامل ہو۔

ریاست ہائے متحدہ کے اختیارات

اس منزل مقصود کو پہنچنے کے لیے سب سے پہلے یہ امر غور طلب ہے کہ مقامی حکومتوں کے اختیارات کس کے ہاتھ میں ہوں لیگ کے خیال میں یہی وہ آئینی مسئلہ ہے جو سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور اسی کے معقول اور مناسب تصفیہ پر حکومت کا بہبود اور استحکام منحصر ہے مختلف صوبجات کے گونا گوں حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے لیگ ضروری سمجھتی ہے کہ دوسرے امور کے علاوہ ہندوستان کے آئندہ متحدہ نظام حکومت کی رو سے مرکزی حکومت کو صرف وہی اختیارات حاصل ہوں جو دستور اساسی کی شرائط کے ماتحت اس کے لیے صریح الفاظ میں مخصوص کر دیئے گئے ہوں ان کے علاوہ باقی ماندہ تمام اختیارات فرداً فرداً مختلف ریاستوں کے سپرد کر دیے جائیں اس بنیاد پر جو متحدہ حکومت قائم ہو گی اس کی رو سے مختلف صوبجات کو صوبجاتی خودمختاری بھی حاصل ہو جائے گی اور ہندوستان سے دوعملی کا بھی خاتمہ ہو جائے گا جو اس ملک کی اقلیتوں کے لیے تباہ کن اور حقیقی جمہوریت کے

اصول کے بھی سراسر منافی ہے ہندوستان کی آبادی کی نمائندگی کے لیے ہرگز مناسب نہیں دکھائی دیتی حق رائے دہی کے معیار کم کرنے اور اسے توسیع دینے سے مختلف قوموں کی موجودہ غیر مناسب حالت اور بھی ترقی پذیر ہوگی اس لیے لیگ تجویز کرتی ہے کہ آئندہ مرکزی مجالس وضع قوانین کے ایوان اعلیٰ میں (اگر اسے قائم رکھا جائے) ارکان کی تعداد ایک سو پچاس تک بڑھا دی جائے اور ایوان ادنیٰ کے ارکان کی تعداد چار سو تک کر دی جائے لیگ یہ کہنے کی بھی متمنی ہے کہ مرکزی مجالس میں مسلمانوں کی دی ہوئی نیابت کا تجربہ حاصل کرنے کے بعد وہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اہم مسائل کے پیش نظر مرکزی مجالس کے دونوں ایوانوں میں ان کی نیابت کا تناسب تینتیس فیصد سے کسی طرح کم نہ ہونا چاہیے۔ دیگر مختلف صوبجاتی مجالس کے معاملہ میں نشستیں اس حد تک بڑھا دی جائیں کہ ایک لاکھ نفوس کا ایک نمائندہ تو ضرور کونسل میں چلا جایا کرے۔

لیگ کا یہ خیال ہے کہ اس وقت کئی شہری اور دیہاتی حلقے اس قدر بڑے ہیں کہ ان میں کمی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

صوبجات میں مسلمانوں کی نیابت

پنجاب اور بنگال کے مسلمانوں میں وہاں کی صوبجاتی مجالس کے لیے مسلمانوں کی نیابت کی موجودہ صورت کے متعلق سخت شکایت پائی جاتی ہے اس لیے لیگ کمیشن کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرانے کی خواہاں ہے ان نو صوبجات میں جن میں مانٹیگو چمسفورڈ کی اصلاحات رائج ہیں پنجاب اور بنگال ہی دو ایسے

صوبے ہیں جن میں بہ لحاظ آبادی مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن موجودہ حالات کے اندر انہیں اکثریت رکھنے کی حیثیت کے پھل سے محروم کر دیا گیا ہے پنجاب میں فی الواقعہ اکیاون منتخب ارکان میں سے صرف چونتیس مسلمان ہیں بنگال میں اس امر کے باوجود یہ مسلم قوم کے لئے پچاس فیصد نیابت منظور کی گئی تھی (حکومت ہند کا پانچواں مراسلہ متعلقہ اصلاحات مورخہ 14 اپریل 1919ء) پارلیمنٹ کی مشترکہ کمیٹی نے صرف چالیس فی صد نیابت مسلمانوں کے لئے تجویز کی لیگ کی رائے ہے کہ یہ صورت حال ہر قسم کے جمہوری اصول کے خلاف ہے اور کمیشن پر زور دیتی ہے کہ اس موقع پر ان بے انصافیوں کی تلافی کرنے کی صورت پیدا کرے جو مسلمانوں کے ساتھ ان دو صوبوں میں ہو رہی ہے یہاں آبادی کے لحاظ سے نہایت مقرر کی جائے اور یہ اصول قائم کر دیا جائے کہ کسی صورت میں بھی اکثریت رکھنے والی قوم کو اقلیت میں یا مساوات میں تبدیل نہ کیا جائے گا ان صوبجات میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں آئندہ ان کی نیابت اسی نسبت سے قائم کی جائے جو مجالس وضع قوانین کے منتخب ارکان میں مسلمانوں کے لئے مانٹیگو چیمسفورڈ سکیم کے مطابق ہے۔ نیز اس کے تعین ان امور کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کی بجائے جس کسی صوبے کے اندر ان کی سیاسی اور تاریخی اہمیت کے مقتضی ہیں اور ان کی قلت تعداد اور زمانہ گذشتہ کی رکاوٹوں کے باعث اقتصادی اور تعلیمی پس ماندگی کے پیش نظر ہونی چاہیے لیگ کو اس امر پر ہرگز اعتراض نہ ہوگا کہ کسی ایسے صوبے میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہو، غیر مسلموں کو بھی متذکرہ صدر اصول کے پیش نظر وہی مراعات دی جائیں۔

شمال مغربی صوبہ سرحد

گزشتہ کئی سال سے شمال مغربی صوبہ سرحد کے منتظم اضلاع کی غالب اکثریت آئینی اور انتظامی اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کر رہی ہے تاکہ وہ بھی ہندوستان کے دوسرے صوبوں کی صف میں مساویانہ حیثیت سے کھڑا ہونے کی مستحق ہو جائے اس مطالبے کی تائید میں سارا اسلامی ہندوستان متفق الرائے ہے انڈین نیشنل کانگرس اس تحقیقاتی کمیٹی کی اکثریت بھی اس مطالبے کی حمایت کر چکی ہے" برے کمیٹی" کے نام سے مشہور ہے اور جس کو چھ سال ہوئے حکومت ہند نے مقرر کیا تھا اس کمیٹی نے معنوی طور پر تسلیم کر لیا تھا کہ ہندوستان کا امن صوبہ سرحدی کے امن پر منحصر ہے اور یہ امن اسی صورت میں حاصل ہو سکتا ہے کہ صوبہ سرحد اور بلوچستان کے باشندوں کو اطمینان قلب حاصل ہو جائے اور اگر صوبہ سرحد کو پنجاب سے علیحدہ نہ کیا جاتا تو ضروری تھا کہ اس صوبے کے منتظم اضلاع بھی منٹو مارلے اور مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے فوائد سے بہرہ اندوز ہو جاتے۔

ہندوؤں کا طریقہ

یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ سرحد کی تعلیمی جدوجہد ہندوستان کے دوسرے صوبوں سے بھی بڑھی ہوئی ہے مرکزی مجلس وضع قوانین میں جو مباحثہ ہوا اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس صوبے میں اصلاحات کے نافذ کرنے میں صرف یہی رکاوٹ حائل ہے کہ اس صوبے کی ہندو اقلیت اس کی مخالفت کرتی ہے حال ہی میں مرکزی

مجلس متنذکرہ کے ارکان نے اس صوبے میں جو دورہ کیا، اس سے عیاں ہو گیا ہے کہ مفروضہ مخالفت مصنوعی اور مقابلہ سیاست دان تمام ان صوبجات میں بھی جہاں انہیں اقلیت حاصل ہے اسی طرح اصلاحات کی مخالفت کر رہے ہیں یہ لوگ صرف انہی صوبہ جات میں اصلاحات کے نفاذ کی تائید کرتے ہیں جہاں ان کو اکثریت حاصل ہے اگر ہندوستان کے مختلف صوبہ جات کے مسلمان بھی یہی غیر معقول رویہ اختیار کرتے تو اس ملک کی آئینی ترقی قطعاً غیر ممکن ہو جاتی۔

مسلمانانِ ہند کا اضطراب

اس مسئلہ کے متعلق اس وقت تک جو التوا روا رکھا گیا ہے، وہ ابھی سے مسلم قوم کی شدید ناراضی کا موجب بن رہا ہے۔ لیگ کو سخت اندیشہ ہے کہ اگر شاہی کمیشن کی موجودہ تحقیقات میں بھی صوبہ سرحد کے باشندوں کے جائز مطالبات پورے نہ کئے گئے تو تمام سر زمین ہند کے مسلمانوں کے دلوں میں نہ صرف رنج و غصہ کے جذبات پیدا ہو جائیں گے بلکہ جس نقطہ نگاہ سے وہ اس وقت تک ہندوستان کے سیاسی مسائل کو دیکھ رہے ہیں اس میں بھی مادی تغیر واقع ہو جائے گا بنابراں یہ لیگ قوی امید رکھتی ہے کہ شاہی کمیشن اس صوبے میں اصلاحات کے نفاذ کے لئے برطانوی پارلیمنٹ کے پاس سفارش کرے گا جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے۔

برطانوی بلوچستان میں بھی اصلاحات کا نفاذ ویسا ہی لابدی ہے۔

صوبہ سندھ کی علیحدگی

اس لیگ کو کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ صوبہ سندھ کو احاطہ، بمبئی کی زنجیروں میں کیوں جکڑے رکھا جائے نسلی اعتبار سے، جغرافیائی حیثیت سے، ملکی زبان کے لحاظ سے یا کسی اور وجہ سے موجودہ انتظام کسی صورت میں قرین انصاف نہیں صرف اس واقعہ کی بنا پر کہ صوبہ سندھ کو بمبئی کی فوجوں نے مفتوح کیا تھا۔

وزیر ہند اور ہندوستانی کونسل

1919ء کے قانون ہند کے دفعہ 2 کی مختلف مدات کو سرسری نگاہ سے دیکھنے پر معلوم ہو گا کہ وزیر ہند اور اس کے لئے غیر معمولی اقتدار اور اختیارات نگرانی کی آئینی حیثیت بالکل ہمہ گیر ہے۔ قطع نظر اس امر کے کہ یہ وسیع الاثر قانون حکومت خود اختیاری کے جزوی عطیہ اور 20 اگست 1928 کے اعلان کی منشا کے بھی سراسر منافی ہے، صاف ظاہر ہے کہ ملک کے داخلی معاملات میں بھی وزیر ہند کو ان اختیارات کی رو سے جو اسے عطا کئے گئے ہیں اس قدر وسیع اقتدار دے دینا ایک باقاعدہ حکومت کے اصول کے بھی خلاف ہے ایک برطانی مدبر جو چھ ہزار میل کے فاصلے پر اپنے دفتر میں بیٹھا ہے، اور جسے ہندوستان کی اصلی حالت اور معاملات کا کوئی تجربہ بھی حاصل نہیں، اسے ملک کے داخلی انتظامات میں اس قدر لامتناہی اقتدار دے دینا ایسا گورکھ دھندا ہے جس کا حل کرنا کس قدر مشکل ہے۔

اعتدال پسند طبقے کا مطالبہ

ہندوستان کا اعتدال پسند طبقہ اس بات پر متفق ہے کہ وہ وقت ابھی نہیں آیا جب معاملات خارجہ اور بری و بحری اور ہوائی افواج کا نظم ونسق بغیر کسی خطرے کے عوام کے قبضے میں دے دیا جائے ان محکمہ جات کا آخری فیصلہ وزیر ہند کے ہاتھ میں رہے اور ان معاملات میں وہی برطانی پارلیمنٹ میں نمائندگی کے فرائض ادا کرے، لیکن اس امر کے متعلق لیگ کو کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ اندرونی معاملات کے معاملے میں بھی حکومت ہند پر وزیر ہند کا تسلط قائم رہے لیگ کو کامل یقین ہے کہ معاملات کی موجودہ صورت نظام حکومت کے اعلیٰ مفاد کے لیے مفید نہیں وہ وقت آ گیا ہے کہ حکومت ہند کو اس قسم کی ناخوش گوار زنجیروں سے آزاد کر دیا جائے۔

مجلس ہند کے اخراجات میں تخلیف

اس اصلاح کے نفاذ سے مجلس ہند کے گراں قدر اخراجات بھی غیر ضروری ہو جائیں گے اگر وزیر ہند کو غیر ملکی سیاسیات اور بری، بحری اور ہوائی افواج کے معاملات میں کسی مشورہ کی ضرورت ہو تو وہ ان ماہرین فنون سے مشورہ لے سکتا ہے جو انگلستان کے مختلف محکمہ جات میں کام کر رہے ہیں یہ امر کوئی پوشیدہ راز نہیں رہا کہ وزیر ہند اس وقت بھی ان سہولتوں سے استفادہ کر رہا ہے بہر حال وزیر ہند کی ذمہ داریوں میں اگر اس طریق سے تخفیف ہو گئی تو مجلس ہند کے عملہ اور ہیئت ترکیبی

میں بھی بہت کچھ تخفیف ہو جائے گی۔

مرکزی حکومت اور مجلس مقنّنہ

سابقہ آئینی اصلاحات ملک کی موجودہ حالت اور قلمرو برطانیہ کے اندر رہ کر ذمہ دار حکومت کے حاصل کرنے کے لئے آئندہ آئینی اصلاحات کی ضرورت کو بغور مطالعہ کرنے کے بعد ایک موجودہ مرکزی مجلس انتظامیہ میں مصرحہ ذیل اصلاحات نافذ کرنے کی تجویز پیش کرتی ہے۔

سپہ سالار اعظم

(الف) تمام مہذب حکومتوں میں سپہ سالار اعظم فوج کا سب سے بڑا افسر ہوتا ہے اس ذمہ دارانہ منصب سے جو فرائض وابستہ ہیں، انہیں وہی ادا کرتا ہے اور اختیارات بھی اس کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اسے مجلس انتظامیہ یا مرکزیہ کا رکن نہ بنایا جائے کیونکہ ان مجالس کے اجلاس آئینی اور نظم ونسق کی مشینری کے پھیلاؤ سے تعداد میں بڑھ رہے ہیں اور ان اجلاسوں میں شرکت کے سبب سے اسے مستقل طور پر حکومت ہند کے صدر مستقر میں ٹھہرنا پڑتا ہے انگلستان کی طرح کابینہ ہند میں بھی ایک سویلین ممبر کو سپہ سالار کی جگہ شرکت اجلاس ہائے مجلس انتظامیہ کے لئے متعین کر دینا چاہئے۔

وائسرائے کی کونسل

(ب) وائسرائے کی کونسل کے ارکان کی تعداد کم از کم آٹھ کر دی جائے ان میں چار ہندوستانی ہوں وائسرے اس کونسل کا صدر ہو، ان میں مسلمانوں کو کافی نیابت دی جائے اس کونسل کو صوبوں کے متعلقہ محکموں پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیے۔

(ج) مرکزی مجلس کے سلسلے میں جن اصلاحات کی تجویز پیش کی جا چکی ہے، ان کے ضمن میں یہ لیگ اس بات پر بھی زور دیتی ہے مجلس مرکزیہ کو میزانیہ پر زیادہ اختیار حاصل ہونا چاہیے، یعنی ان مدات کی تعداد بڑھائی جائے جن میں مجلس مذکورہ کی منظوری سے کام چلایا جائے جو معاملات آل انڈیا نظم ونسق سے تعلق رکھتے ہیں ان میں خاص طور پر اس کا ملحوظ رکھا جانا ضروری ہے۔فوج، بحریات، ہوائی طاقت اور معاملات خارجہ کو ان سے مستثنیٰ رکھا جائے مجلس مرکزیہ کا فیصلہ آخری وقطعی ہو۔اگر تمام محکموں کو محفوظ سے نکال کر منتقلہ بنا دیا جائے تو صرف اس وقت وائسرائے کو ردفیصلہ کا اختیار حاصل ہونا چاہیے۔

صوبوں کی حکومتیں اور مجالس وضع قوانین

صوبوں کی حکومتوں اور مجالس وضع قوانین کے سلسلے میں لیگ مندرجہ ذیل اصلاحات کی داعی ہے:

(الف) وہ خیالات خواہ کتنے ہی عمدہ کیوں نہ ہو جو صوبوں میں دوعملی

کے نفاذ پر منتج ہوئے لیکن عملی اعتبار سے وہ عملی میں ایسی مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوئیں کہ ہندوستان کے مشہور سیاست دان اور قابل و تجربہ کار ہندی و یورپی مدبر اس کی مذمت کر چکے ہیں لیگ بہ حیثیت مجموعی یہ رائے رکھتی ہے کہ اس تجربے کو ترک کر دیا جائے اور صوبوں میں وحدتی یا یک عملی نظام حکومت رائج کیا جائے

(ب) صوبے اپنے معاملات کے نظم و نسق میں کافی تجربہ حاصل کر چکے ہیں وقت آ گیا ہے کہ صوبجاتی خود اختیاری حکومت کے نفاذ کو آئینی ترقی کا دوسرا قدم سمجھنا چاہیے۔ بہ الفاظ دیگر صوبوں کو ذمہ دار حکومت دی جائے۔ تمام محکمے وزیروں کے ہاتھ میں دیے جائیں جو اپنے اعمال کے لیے صوبجاتی مجالس وضع قوانین کے آگے جواب دہ ہوں گورنر صوبے کی حکومت کا آئینی رئیس ہے، لہذا یہ ضروری ہے کہ وزرا کی مشترکہ ذمہ داری کا اصول نافذ کیا جائے اور اس طرح کابینہ کے ذریعے سے حکومت کو با اختیار کیا جائے

(ج) انکم ٹیکس کو صوبجاتی معاملہ قرار دیا جائے حکومت ہند ہر صوبے سے ایک خاص رقم کی وصولی کا انتظام کر سکتی ہے

(د) صوبوں کی مجالس وضع قوانین کے متعلق حق رائے دہندگی اور حلقہ ہائے انتخاب وغیرہ کے متعلق جو اصلاحات تجویز کی جا چکی ہیں، ان کے ساتھ ساتھ صوبوں کی مجالس کو صوبوں کے میزانیوں پر بھی وہی اختیار حاصل ہو گا جس کا تذکرہ مرکزی مجلس کے سلسلے میں آ چکا ہے

(ہ) لیگ کی رائے میں مندرجہ ذیل استحفاظی دفعہ ضروری ہے:

"کوئی مسودہ قانون یا قرارداد یا اس کا کوئی حصہ جو کسی قوم پر اثر انداز ہوتا ہو

(اس کا فیصلہ اس قوم کے منتخب شدہ ارکان کریں گے) مجلس وضع قوانین یا کسی دوسری انتخابی مجلس میں منظور نہ کیا جائے، جب تک اس قوم کے منتخب شدہ ارکان کا تین چوتھائی حصہ اس مسودہ یا قرارداد یا اس کے کسی حصے کے خلاف ہو۔''

ملازمتیں

مسلمانان ہند متفقہ طور پر نظم ونسق ملک کے معاملات میں جس متناسب حصے کے دیے جانے کا مطالبہ کر رہے ہیں، وہ سرکاری ملازمتوں پر بھی حاوی ہے ہندوستانی مدبرین ملازمتوں پر ہندوستانیوں کو فائز کرنے کے لیے جو دلائل پیش کر رہے ہیں، وہ دلائل اس دعوے پر بھی منطبق ہوتے ہیں مختلف اقوام کو مختلف محکموں میں جو ہندوستانیوں کی فلاح وراحت کے ضامن ہیں منصفانہ حصہ ملنا چاہیے چونکہ ان محکموں کو عوام کے ساتھ گہرا تعلق ہے، اس لیے ملک کے بہت بڑے حصے کی ترقی اور اطمینان انہی کے صحیح اور منصفانہ عمل پر موقوف ہے اگر مختلف محکموں کی ملازمتیں کسی ایک جماعت کے لیے مخصوص ہو جائیں تو علاوہ بے انصافی کے ایک سیاسی خطرہ رونما ہو جائے گا فوج اور پولیس کے سوا تمام شعبہ ہائے نظم ونسق میں اونچی جاتیوں کے ہندوؤں کو بہت نمایاں اکثریت حاصل ہے اس کے لیے کوئی وجہ جواز سمجھ میں نہیں آتی۔ مسلم قوم کا دامن اگرچہ قابل جوہروں سے لبریز ہے اور وہ اس باب میں دوسری اقوام سے کسی طرح بھی فروتر نہیں، لیکن اب تک مسلمانوں سے بے اعتنائی برتی گئی ہر محکمے میں انہیں دبا دیا گیا امید ہے کہ اب مسلمانوں کو ان کا وہ جائز و واجبی حق دلانے کے لیے تدابیر اختیار کی جائیں گی جس سے اب تک

اونچی جاتیوں کے ہندوؤں نے کثرت تعداد اور اعلیٰ قابلیت کے غلط عذر کی بنا پر محروم رکھا اس باب میں لیگ کی اہم رائے یہ ہے کہ ایک عام قاعدہ بنا دیا جائے اور اسے ہر صوبے میں نافذ کیا جائے اس سلسلے میں یہ عرض کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہر صوبے میں مسلمانوں کی ملازمتوں کا تناسب کم از کم ان کی آبادی کے تناسب کے برابر رہنا چاہیے اور مرکزی حکومت کی ملازمتوں میں سے انہیں ایک تہائی حصہ ملنا چاہیے مسلمان اقتصادی اعتبار سے مشکلات میں محصور ہیں، اس لیے ان کی عمومی ترقی کے لیے ملازمتوں میں انہیں کافی حصہ ملنا بے حد ضروری ہے خاص طور پر اس لیے کہ بے روزگاری کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو کسی پیشے کے لیے تعلیم نہیں دلا سکتے اور بد امنی پیدا ہو رہی ہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ انگریزی حکومت کے ڈیڑھ سو سال کے دور میں آل انڈیا ملازمتوں میں مسلمان افسروں کا تناسب صرف تین فی صد ہے ماتحت ملازمتوں کی حالت اور بھی ردی ہے، مثلاً ریلوے کے محکمے میں جس میں ماتحت ملازمین بہت زیادہ ہیں، صرف تین فی صد مسلمان ایسے ہیں جن کی تنخواہیں ڈھائی سو یا اس کے اوپر ہوں گی۔

یوم ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سر محمد اقبال نے حسب ذیل علمائے ملت، اکابر۔ سیاسی، سجادہ نشین صاحبان، مشاہیر قوم اور ایڈیٹران اخبارات کے ہمراہ 12 ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں یوم ولادت رسولؐ منانے کے لیے مسلمانان ہندوستان سے اپیل کی (1) مولانا محمد کفایت اللہ دہلوی، (2) مولانا معین احمد مدنی، دیوبند (3)

مفتی نثار احمد، آگرہ، (4) مولانا محمد سجاد، بہار (5) مولانا علی الحائری لاہور (6)
مولانا غلام مرشد، لاہور (7) مولانا احمد سعید دہلوی (8) سید غلام بھیک نیرنگ،
انبالیہ (9) نواب غلام احمد کلامی، بنگلور (10) مولانا احمد علی احمد لاہور (11) سر محمد
شفیع لاہور (12) خواجہ عبدالرحمٰن غازی، لاہور (13) مولانا شوکت علی،
بمبئی (14) سیٹھ عبداللہ ہارون، کراچی (15) مولانا محمد شفیع داؤدی، بہار (16)
مولانا مظہر الحق، پٹنہ (17) سیٹھ یعقوب حسن، مدراس، (18) مولانا حسرت
موہانی (19) ڈاکٹر ذاکر حسین دہلوی (20) مولانا محمد علی، دہلی (21) مولانا پیر
سید مہر علی شاہ، گولڑہ (22) مولانا سید محمد فضل شاہ، جلال پور (23) دیوان سید محمد،
پاکپتن (24) مولانا قطب الدین عبدالوالی، لکھنو (25) مولانا مرزا عبدالرحمٰن،
آسام (26) مولانا محمد قمر الدین، سیال شریف (27) مولانا فاخر، الہ آباد (28)
مولانا محمد سلیمان، پھلواری (29) سید کشفی شاہ نظامی (30) آغا زمرزا محمد خلیل
شیرازی، کونسل ایران، (31) سر ابراہیم ہارون جعفر، پونہ (32) ملک محمد فیروز
خان نون، لاہور (33) نواب حسام الملک محمد علی حسن خان، لکھنو (34) خان بہادر
حاجی محمد عبدالعزیز بادشاہ، مدراس (35) حاجی عبدالحکیم، مدراس (36) مولانا محمد
یعقوب مرادآباد (37) ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، الہ آباد (38) سر عبدالقادر، لاہور
(39) آقا ظفر علی خان، مدیر ''زمیندار'' (40) مولانا غلام رسول مہر، ایڈیٹر
انقلاب (41) مولانا عبدالغفور خان، ''مسلم آؤٹ لک'' (42) مولانا محمد
یعقوب مدیر ''لائٹ'' (43) مولانا رحم علی ہاشمی مدیر ''ہمدم'' (44) مولانا سید
حبیب، مدیر ''سیاست'' (45) مولانا محمد مظہر الدین (46) مولانا نصر اللہ خاں

عزیز، مدیر ''مدینہ'' (47) میر الہ بخش، مدیر ''الوحید'' (48) مولانا سید جالب، مدیر ''ہمت''

''اتحاد اسلام کی تقویت، حضور سرور کائنات ؐ کے احترام و جلال، حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیان مذاہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لیے 12 ربیع الاول کو ہندوستان کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ؐ کی عظمت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن پر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثناء اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ ؐ کا نقش قدم تلاش کریں گے، انہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور انہی کی اطاعت میں جان دیں گے''

''انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر لبیک کہتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ یوم ولادت سرور کائنات ؐ کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کرکے لاہور میں اسوہ رسول ؐ روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور ؐ کے احترام و اجلال کا علم بلند کرے کہ 12 ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ رفعنک لک ذکرک کی تصویر بن جائے۔''

''مسلمانان لاہور میں ہزارہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور ؐ سید عالم کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلا لحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور ؐ کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند رکھنے کے لیے ایسی

گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ 12 ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبیؐ کے نام لیوا ''المسلمون کرجل واحد'' کی تصویر بن جائیں''

''میر نیرنگ'' کا یک سالہ دورہ

سید غلام بھیک نیرنگ ایڈووکیٹ نے 1923 میں جمعیت مرکزیہ تبلیغ الاسلام انبالہ میں قائم کی جس کا مقصد وحید اسلام کی تعلیم، حفاظت اور ترویج و اشاعت تھا۔ اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے کاروبار یعنی وکالت کو خیر باد کہ کر یک سالہ مسلسل دورہ شروع کیا اور حصول چندہ کے لیے اپنے دورے کا آغاز پنجاب سے کیا علامہ اقبال نے حسب ذیل مشائخ عظام، علمائے کرام اور معززین ملت اسلامیہ کے ہمراہ مسلمانوں کی خدمت میں بھر پور تعاون اور چندے کی اپیل کی

(1) حضرت مولانا

---

18 ایضاً 2 اگست 1929، ص 2

---

19 ایضاً 18 جون 1930، ص 3

پیر حافظ سید جماعت علی شاہ، محدث، علی پور شریف، ضلع سیالکوٹ (2) حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ، گولڑہ شریف، ضلع راولپنڈی (3) حضرت مولانا ابو البرکات پیر سید محمد فضل شاہ، امیر حزب اللہ، سجادہ نشین، جلال پور شریف، ضلع جہلم (4) حضرت صاحبزادہ قمر الدین، سجادہ نشین، اون شریف، ضلع گجرات (5) حضرت صاحبزادہ قمر الدین، سجادہ نشین، سیال شریف، ضلع شاہ پور (6) حضرت سید محمد حسین شاہ قادری، ایم ایل سی، سجادہ نشین، شیر گڑھ، ضلع منٹگمری (7) حضرت

مولانا سید حسین احمد مدنی، شیخ الحدیث، دار العلوم، دیوبند (8) حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ، مدیر اخبار ''الحدیث'' امرتسر (9) حضرت مولانا احمد علی، ناظم انجمن خدام الدین، لاہور (10) خان بہادر حاجی محمد حیات قریشی، سی آئی ای، ایم ایل سی، رئیس اعظم، ساہووال ضلع شاہ پور، (11) رانا فیروز الدین، بی اے، ایل ایل بی، ایم ایل سی، وکیل، لائل پور (12) میاں عبدالحی، بی اے، ایل ایل بی، ایم ایل اے، ایڈووکیٹ، لدھیانہ (13) مولانا غلام رسول مہر، بی اے، مدیر روزنامہ ''انقلاب'' لاہور (14) مولانا عبدالمجید سالک، بی اے، مدیر روزنامہ ''انقلاب'' لاہور (15) مولانا سید حبیب شاہ، مدیر روزنامہ ''سیاست'' لاہور

''برادران ملت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!''

قوم مسلم کے زندہ ہونے اور زندہ رہنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ اسلام ہے، اسلام کی تعلیم، اسلام کی حفاظت، اسلام کی اشاعت ہر مسلمان کا مقدس فرض ہے جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام (رجسٹری شدہ زیر ایکٹ نمبر 21، 1860، صدر دفتر انبالہ شہر) سات سال سے اس مقدس فرض کو انجام دینے کی مسلسل کوشش کر رہی ہے کام برابر ہوتا رہا ہے، مگر روپے کی کمی کے سبب سے کافی نہیں ہو سکا اور جب تک ایک معقول مستقل سرمایہ موجود نہ ہو، اس مقدار اور اس نوعیت کا کام نہیں ہو سکتا جیسا ہونا چاہیے چنانچہ اب مستقل سرمایہ تبلیغ کی فراہمی کے لیے جدوجہد کا آغاز ہو گیا ہے اس کام کے لیے سید غلام بھیک نیرنگ (بی اے، ایڈووکیٹ، ہائی کورٹ، سابق گورنمنٹ پلیڈر) جنرل سیکرٹری، جمعیۃ مرکزیہ تبلیغ الاسلام، نے تین سال کے لیے اپنا کاروبار وکالت بند کر دیا ہے اور اس وقت ایک یک سالہ مسلسل

دورہ شروع کیا ہے انہوں نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ ایک سال تک گھر واپس نہیں جائیں گے، برابر دورہ کرتے رہیں گے یہ دورہ تمام ہندوستان کا ہے مگر صوبہ پنجاب سے ابتدا کی گئی ہے تمام ہندوستنا سے پچیس لاکھ روپیہ جمع کرنا ہے مگر سب سے زیادہ توقع پنجاب سے ہے اگر پنجاب کا ہر ایک ضلع اور ہر ایک بستی پورے جوش کے ساتھ اپنا حصہ ادا کرے تو صوبہ پنجاب ہی سے کم از کم دس لاکھ روپیہ جمع ہوسکتا ہے زندہ دلان پنجاب کی عالی ہمتی تمام دنیا میں مشہور ہے یہ اس زندہ دلی اور عالی ہمتی کا امتحان ہے۔

''میر نیرنگ آپ کے پاس بھی آنے والے ہیں آپ تیار رہیں کہ خود بھی معقول چندہ دیں اور پوری جدوجہد کے ساتھ دوسروں سے بھی دلائیں والسلام''

سپاس تعزیت

حضرت علامہ اقبال کے والد محترم شیخ نور محمد 18 اگست 1930 کو سیالکوٹ میں دن کے دو بجے اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کر گئے اس سانحہ عظیم رپ علامہ اقبال کے دوست واحباب اور عقیدت مندوں نے بطور اظہار ہمدردی خطوط اور برق پیغامات ارسال کیے چونکہ فرداً فرداً جواب ممکن نہ تھا، علامہ اقبال نے مدیر ''انقلاب'' کے نام مندجہ ذیل گرامی نامہ بطور ''سپاس تعزیت'' تحریر فرمایا

''جناب مدیر انقلاب:''

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

آپ کے بیش قیمت کالموں کی وساطت سے میں ان بے شمار احباب کا شکریہ

ادا کرتا ہوں جنہوں نے میرے والد مرحوم کی وفات پر مجھ سے اور میرے اعزا سے اظہار ہمدردی فرمایا خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے! چونکہ فرداً فرداً خطوط اور برق پیغامات کا جواب لکھنے سے قاصر

20 ایضاً 20 اگست 1930، ص 5

ہوں، اس واسطے آپ سے درخواست ہے کہ میرا دلی شکریہ میرے احباب تک پہنچا کر مجھے ممنون فرمایئے

مخلص

محمد اقبال

لاہور

یکم ستمبر 930.

جلسہ ہائے سیرت النبیؐ

تحریک یوم النبیؐ کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے حسب ذیل انتالیس مسلم زعما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں یہ اپیل کی (1) مولانا محمد علی جوہر مرحوم (2) مفتی نثار احمد (آگرہ) (3) میاں سر محمد شفیع (4) مولانا مفتی کفایت اللہ (5) مولانا شوکت علی (6) ملک فیروز خاں نون (7) مولانا حسین احمد مدنی (8) شیخ سر عبدالقادر (9) مولانا محمد سجاد (بہار) (10) نواب غلام احمد کلامی (بنگلور) (11) مولانا ظفر علی خاں، (12) مولانا احمد علی، لاہور (13) سیٹھ عبداللہ ہارون (14) خواجہ عبدالرحمٰن غازی (15) مولانا غلام

مرشد، لاہور(16) حاجی عبدالحکیم، مدراس (17) مولانا یعقوب حسن، مدراس (18) پیر سید مہر علی شاہ گولڑہ شریف (19) مولانا سید غلام بھیک نیرنگ، (20) سید محمد فضل شاہ، جلال پور شریف (21) مولانا مظہر الدین، شیر کوٹی (22) پیر خلیفہ عبدالرحیم، سرہند (23) مولانا غلام رسول مہر (24) مولانا سید علی حائری، لاہور (25) مولانا سید حبیب شاہ، لاہور (26) مولانا حسرت موہانی (27) مولانا محمد عبداللطیف فاروقی، مدراس (28) ڈاکٹر ذاکر حسین، دہلی (29) دیوان سید محمد، پاکپتن شریف (30) مولانا نصر اللہ خاں عزیز (31) مولانا کشفی نظامی (32) مولانا احمد سعید دہلوی (33) آغا مرزا محمد خلیل شیرازی، کونسل ایران (34) ڈاکٹر شفاعت احمد خاں (35) نواب محمد علی حسن خاں (36) مولانا

---

21 ایضاً، 3 ستمبر 1930ص 2

---

22 ایضاً، 26 جون 1931ص 2

محمد یعقوب، (37) سیٹھ عبدالحمید حسن، مدراس (38) خان بہادر محمد عبدالعزیز بادشاہ، مدراس (39) سر ابراہیم ہارون جعفر

''حضرت محمد ﷺ کی تعلیم و ہدایت کا آفتاب ساڑھے تیرہ سو سال گزرنے پر بھی نصف النہار پر ہے اور انشاء اللہ تا قیامت زوال پذیر نہ ہوگا ہمارے سلف صالحین نے تبلیغ اسلام میں اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا تھا اور ہر زمانہ کے ذرائع تبلیغ کو حد شریعت کے اندر رہ کر استعمال کیا تھا آؤ ہم سب مل کر موجودہ زمانہ کے موثر اور مفید ذریعہ تبلیغ کو اختیار کریں اور اس فرض تبلیغ کو ادا کریں جو ہمارے ہادیؐ اور تمام عالم کے محسن کاملؐ نے 'بلغو عنی' فرما کر ہم پر فرض کر دیا ہے۔''

”ہماری استدعا ہے کہ تمام ہندوستان کے طول وعرض میں سیرت النبی ؐ کی اشاعت کے لیے ایک ہی دن تبلیغی جلسے کیے جائیں ایسے جلسے جو حضور ؐ کی رفعت قدر کے شایان شان ہوں اور جنھیں دنیا محسوس کرکے چونکہ ان جلسوں کو 12 ربیع الاول سے طبعی مناسبت ہے، کہ یہ تاریخ تمام مبلغین وحی کے سردار ؐ اور دنیا کے مبلغ اکبر ؐ کے پیدا ہونے اور فرائض تبلیغ ادا کرکے رحلت فرمانے کی تاریخ ہے اس واسطے یہ تبلیغی جلسے 12 ربیع الاول کو کیے جائیں اور تمام شہروں میں انتظام کے لیے معزز لوگوں کی سیرت کمیٹیاں بنادی جائیں اس دن تمام فرزندان اسلام علم اسلام کے نیچے جمع ہو کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر قدم پر اسوہ رسول ؐ کی پیروی کریں گے اور ہماری نماز، قربانی، زندگی اور موت اللہ کے لیے وقف ہوگی“

سیرت کمیٹی کے مبلغین

ڈاکٹر سر محمد اقبال نے چودہ اکابر ملت کے ہمراہ یہ اعلان جاری کیا (1) ہز ہائی نس نواب محمد جہانگیر خاں (مانگرول) (2) کپتان سر سکندر حیات خاں، لاہور (3) مولانا سید سلیمان ندوی، لکھنو (4) نواب سر عبدالقیوم، وزیر سرحد (5) ساہوکار جمال محمد، مدراس (6) ملک سر فیروز خاں نون، وزیر تعلیم پنجاب، لاہور (7) سیٹھ یعقوب حسن، مدراس (8) نواب محمد اسمٰعیل خاں، علی گڑھ (9) مولانا احمد علی، خدام الدین لاہور، (10) نواب احمد یار خاں دولتانہ، ملتان (11) مولانا شاہ محمد سلیمان، پھلواری شریف (12) مولانا عبدالمجید سالک، لاہور (13) مولانا نصر اللہ خاں عزیز، بجنور (14) نواب غلام احمد کلامی، بنگلور

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی اشاعت و اطاعت دونوں جہاں کی سعادت اور سرخروئی کا سرچشمہ ہے اگر مسلمان حضورؐ کے عظیم الشان اخلاق و اعمال کو اپنے سامنے رکھ کر ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تو اقوام عالم میں وہ سب سے اونچی جگہ کے مستحق ہوتے اور اب بھی ان کے لیے منظم و متحد ہونے، بھائی بھائی بننے، دولت ایمان حاصل کرنے اور اسلام کی عظمت اور سچائی تک پہنچنے کا سب سے سچا اور سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنی عملی اور اخلاقی زندگی میں رسول اللہؐ کے نیک نمونہ کی پیروی کریں۔“

”یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ سیرت کمیٹی پٹی کی نیک کوششوں سے مسلمانان عالم سیرت پاکؐ کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں، اور تمام دنیائے اسلام کے اکابر، علما اور سلاطین تک نے اس تحریک کا خیر مقدم کیا ہے مزید برآں سیرت کمیٹی کے نصف درجن سے زیادہ مبلغ اور داعی ہندوستان اور غیر ممالک میں مصروف عمل ہیں اور سب سے زیادہ قابل قدر اور لائق تعریف بات یہ ہے کہ سیرت کمیٹی اس مبارک تحریک کو شروع ہی سے تجارتی بنیادوں پر چلا رہی ہے اور گزشتہ چار سال کے عرصے میں اسے پبلک چندہ سے بالکل پاک رکھا گیا ہے اور تحریک اور اس کے مبلغوں کے جملہ اخراجات اخبار ”ایمان“ اور کتب سیرت کے منافع سے پورے کیے جاتے ہیں۔“

”سیکرٹری کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرت کمیٹی اپنے مبلغوں کی جماعت کو سرحد، سندھ، گجرات، سی پی اور بمبئی کے علاقوں میں بھیج رہی ہے تا کہ وہ مسلمانوں کو حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کے نقش قدم کی پیروی کی دعوت دیں ہم ان

صوبوں کے معززین، امرا، علما اور اسلامی مجلس کے اراکین سے بزور استدعا کرتے ہیں کہ وہ سیرت رسول اللہ کے مبلغوں اور سفیروں کی ان کے نیک اور عظیم الشان کام میں تہ دل سے امداد فرمائیں عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت، مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو یا اور صرف یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاق سے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوہ رسول کی اشاعت کرنا دین و دنیا، مغفرت و نجات، مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبول الٰہی کے جملہ سرشتوں کی جان ہے۔''

---

2 ایضاً، 30 مارچ 1933 (جلد 7، نمبر 263)، ص 2

مسلمانوں کا امتحان

علامہ اقبالؒ

اگر مذہبی پہلو سے اسلامی زندگی کو دیکھا جائے تو وہ قربانیوں کا ایک عظیم الشان سلسلہ معلوم ہوتی ہے مثلاً نماز ہی کو لو یہ بھی قربانی ہے خدا نے صبح کی نماز کا وہ وقت مقرر کیا کہ جب انسان نہایت مزے کی نیند میں ہوتا ہے اور جب بستر سے اٹھنے کو جی نہیں چاہتا خدا کے نیک بندے اپنے مولیٰ و آقا کی رضا کے لیے خواب راحت کو قربان کر دیتے ہیں اور نماز کے لیے تیار ہو جاتے ہیں پھر نماز ظہر کا وہ وقت مقرر کیا جب انسان اپنی کاروباری زندگی کے انتہائے کمال کو پہنچا ہوا ہوتا ہے، یعنی اپنے کام میں نہایت مصروف ہوتا ہے عصر کا وقت وہ مقرر کیا جب دماغ آرام کا خواست گار ہوتا ہے اور تمام اعضا محنت مزدوری کی تھکاوٹ کی وجہ سے آسائش کے خواہش مند ہوتے ہیں پھر شام کی نماز مقرر کر دی جب کہ انسان کاروبار سے فارغ ہو کر بال بچوں میں آ کر بیٹھتا ہے اور ان سے اپنا دل خوش کرنا چاہتا ہے عشا کی نماز کا وقت وہ مقرر کیا جب کہ بے اختیار سونے کو جی چاہتا ہے غرض اللہ تعالیٰ نے دن میں پانچ مرتبہ مسلمانوں کو آزمایا ہے کہ وہ میری راہ میں اپنا وقت اور اپنا آرام قربان کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ------

اقتباس از ہفتہ وار اخبار ''کشمیری'' (14 جنوری 1913) منقول از بشیر احمد ڈار، مرتب ''انوار اقبال'' (لاہور: اقبال اکادمی، 1988 طبع دوم) ص 278-279)

☆☆☆☆☆☆

1910 میں دنیائے اسلام کی سیاسی حالت پر تبصرہ

ریاض حسین

علامہ اقبال کا خط بنام ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' لاہور

1908 سے اوائل 1910 تک ساری دنیا کے مسلم اخبارات میں ایک رومی اخبار نویس علامہ عصر سکی کی اس تجویز کا بہت چرچا تھا کہ مسلمان زعما کی ایک کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہونی چاہیے اس سلسلے میں ''پیسہ اخبار'' لاہور نے ہندوستان کے ممتاز دانش وروں اور سیاست دانوں سے اس تجویز کے بارے میں آرا طلب کیں ایڈیٹر ''پیسہ اخبار'' کی اس دعوت پر جن حضرات نے اپنی آرا اشاعت کے لیے روانہ کیں ان میں علامہ اقبال، نواب وقار الملک، مولانا شبلی نعمانی اور مولوی عزیز مرزا شامل تھے۔

''پیسہ اخبار'' 1910 کے جن شماروں میں یہ آرا شائع ہوئیں وہ بدقسمتی سے میسر نہیں 1915 میں جنگ عظیم اول کے موقع پر ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کا خیال ایک دفعہ پھر مسلمانان عالم کے ذہن میں جاگا چنانچہ 21 جولائی 1915 کے ''پیسہ اخبار'' میں ہندوستان کے مسلم زعما کی 1910 میں پیش کردہ آرا کو دوبارہ ایک سمپوزیم کی شکل میں چھاپ دیا گیا اگر یہ شمارہ آج میسر نہ ہوتا تو علامہ اقبال اور دوسرے اکابرین کی آرا علمی دنیا کے لیے ہمیشہ ناپید ہو

جا تیں۔

"پیسہ اخبار" میں شائع شدہ مراسلات سے اس دور کے سیاسی ذہن اور رجحانات کا اندازہ ہوتا ہے، اور مختلف حضرات کے بین الاقوامی نقطہ نظر کی وضاحت ہوتی ہے

نواب وقار الملک اپنے مراسلے میں لکھتے ہیں

"عالمگیر کانفرنس مسلمانان کی نسبت ابتدائی تجویز یہ تھی کہ ایام حج میں مسلمان جب کہ مکہ معظمہ میں جمع ہوتے ہیں اس وقت یہ کانفرنس منعقد ہوا کرے گی اس سے مجھ کو اس بنا پر اختلاف تھا کہ وہ تھوڑا سا زمانہ دوسری قسم کی عبادت کا ہے، اور اس کے لیے ہی کافی وقت نہیں ملتا ادھر سے دل ہٹانا اور اس پولیٹکل مرض کی تشخیص کے لیے وقت نکالنا مشکل ہوگا دوسرا سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ غیر مذہب قومیں جو مختلف بلاد میں مسلمانوں پر حکم ران ہیں وہ بے وجہ ہی ہماری اس کارروائی کو شبہ کی نگاہ سے دیکھیں گی اور فریضہ حج پر ایسی مخفی مزاحمتیں قائم کریں گی کہ ان سے اس فریضہ کا ادا کرنا مشکل سے مشکل تر ہو جاوے گا۔"

مولوی مشتاق حسین نے اپنے خط میں قاہرہ میں بین الاقوامی مسلم کانفرنس منعقد کرنے کی مکمل مخالفت کرتے ہوئے تحریر کیا

"میری ناچیز رائے اس کے متعلق یہ ہے کہ مصر میں اس وقت تعلیم یافتہ نوجوانوں کے خیالات ہماری گورنمنٹ (یعنی برٹش) کے متعلق اچھے نہیں ہیں اور مصری کانفرنس میں ان کا عنصر غالب ہوگا اور ہماری گورنمنٹ اس کانفرنس کو بہت شبہ کی نگاہ سے دیکھے گی لہذا میں تو یہاں سے ہم لوگوں کا اس کانفرنس میں شریک

ہونا خلاف احتیاط سمجھتا ہوں دوسرے وہ سلطنتیں بھی جن کی رعایا مسلمان ہے اپنی مسلمان رعایا کی شرکت کو اس کانفرنس میں بہت شبہ کی نگاہ سے دیکھیں گی اور چاہے کانفرنس کتنا ہی غل مچاوے اور قاعدے پاس کرے کہ کانفرنس کو پالیٹکس سے کوئی تعلق نہ ہوگا لیکن مختلف گورنمنٹیں اس سے مطمئن نہ ہوں گی۔''

مولوی مشتاق حسین کے ان خیالات سے علامہ شبلی نعمانی بہت برافروختہ ہوئے اور انہوں نے کانفرنس کی بھرپور حمایت کرتے ہوئے مولوی صاحب کے نقطہ نظر کے بارے میں فرمایا ''عالمگیر کانفرنس سے متعلق مولوی مشتاق حسین صاحب کی مخالفت محض بزدلانہ پالیکس ہے ان باتوں کا خیال نہیں کرنا چاہیے یہ لوگ تو چاہتے ہیں کہ ہم جمعہ کی نماز بھی ترک کردیں۔''

مولوی عزیز مرزا کے خیال میں:

''عالمگیر کانفرنس بحالت موجودہ مفید نہیں ہوگی اگر آپ غور فرمائیں گے تو ظاہر ہوگا کہ گو مسلمان باعتبار مذہب ایک ہیں لیکن قوم کے اعتبار سے ایک نہیں ہیں اور بلحاظ رسم و رواج، زبان اور حالات تمدن و سیاسی کے ایک دوسرے سے مختلف ہیں ابھی ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ملک میں مسلمان خود اپنے انحطاط کے اسباب پر غور کریں اور ان کے رفع کرنے پر غور کریں اور اگر سب دنے کے مسلمان اس وقت جمع ہوں گے تو کوئی نتیجہ نہ ہوگا''

''مسلمانوں کی اس وقت دنیا میں مختلف حالتیں ہیں کہیں وہ حاکم ہیں اور کہیں محکوم، اور جہاں حاکم ہیں وہاں بھی ان کی حالت اچھی نہیں ہے اور اس امر کی ضرورت ہے کہ دوسری قابو یافتہ قوموں کے حسد و عناد سے محفوظ رہیں، اور جہاں

محکوم ہیں ان کی حالت تو اور بھی توجہ کی محتاج ہے۔"

"پس اگر بحالت موجودہ کوئی عالمگیر کانفرنس قائم ہو گی تو اس کا پولیٹیکل نتیجہ یہ ہو گا کہ دنیا کی دوسری قومیں مشتبہ ہو جائیں گی"

مولوی عزیز مرزا نے مسلم قومیت کی تعریف جس طرح کی ہے وہ اس تعریف سے بالکل مختلف ہے جو قرآن مجید پیش کرتا ہے اور جس کی تشریح اقبال نے اپنے بیشتر مضامین اور اشعار میں کی ہے قرآن مجید میں مسلمانوں کو حزب یعنی ایک پارٹی کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ تمام امت مسلمہ بلا لحاظ وطن و نسل ایک قوم ہے۔

اقبال کا خط مندرجہ بالا تمام مراسلوں سے زیادہ جامع اور مدلل ہے اور تاریخی لحاظ سے بہت اہم ہے اس خط کے متن سے مطالعہ اقبال کے کئی گوشوں پر نئی روشنی پڑتی ہے مندرجہ ذیل چند نکات خصوصی طور پر قابل غور ہیں۔

اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ:

(1) 1910ء ہی میں اقبال نے پوری دنیائے اسلام کے سیاسی اور سماجی حالات کی تفصیلی معلومات فراہم کر لی تھیں اور ایک وسیع بین الاقوامی نقطہ نظر قائم کر لیا تھا ترکی، ایران اور مصر سے شائع ہونے والے عربی، فارسی اور ترکی اخباروں اور جرائد کا یا تو وہ ذاتی مطالعہ کرتے رہتے تھے یا کسی ذریعے سے ان میں شائع شدہ مواد سے مسلسل واقفیت رکھتے تھے اس لحاظ سے ہندوستان کے مسلم زعما میں وہ منفرد تھے کہ ان کی نظیر ملکی حالات کے علاوہ خارجی اور بین الاقوامی معاملات پر بھی محیط تھی۔

(2) اقبال جدید دور کے ان مسلم زعما میں سے تھے بلکہ اس خط کے مطابق

بیسویں صدی میں پہلے شخص تھے جنہوں نے ایک بین الاقوامی اسلامی کانفرنس منعقد کرنے کی تجویز سوچی

(3) 1910 میں اقبال پان اسلامزم کے پرجوش مدعی بن گئے تھے

(4) اس خط کے آخری پیراگراف سے پتا چلتا ہے کہ وہ ابھی تک سید احمد خاں کے اس نظریے کے حامی تھے کہ مسلمانوں کو سیاسی میدان میں آگے بڑھنا چاہیے تعلیمی اور ساجی میدان میں ترقی کر کے ہی مسلمانان عالم یورپ سے سیاسی ٹکر لے سکتے ہیں

علامہ اقبال کے اس خط (جسے تریسٹھ سال بعد پہلی دفعہ قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے) کا متن حسب ذیل ہے

لاہور، 22 اگست 1910

مہربان بندہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا نوازش نامہ ملا 31 جولائی 1908 کے ''پیسہ اخبار'' میں جو کچھ آپ نے تحریر فرمایا تھا اس کے متعلق مجھے کچھ یاد نہیں کہ آپ نے میری نسبت کیا تحریر فرمایا تھا اخبار ''افغان'' بھی میری نظر سے نہیں گزرتا آپ کی ملامت میری سر آنکھوں پر اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ کا جوش حمیت اسلامی اور خلوص نیت قابل تحسین ہے اور میں اس ملامت کو غیروں کی تعریف سے بہتر تصور کرتا ہوں یہ بات صحیح ہے کہ انگلستان سے واپس آنے کے بعد سے میں نے زیادہ تر اپنے مشاغل قانونی کی طرف توجہ رکھی ہے اور شاید مجھے ایسا ہی کرنا چاہیے تھا کیونکہ اگر کوئی شخص جو اپنی زندگی میں ناکام رہے اوروں کے کام نہیں آ سکتا۔ تاہم ان نامساعد حالات میں

بھی جو کچھ مجھ سے ہو سکا ہے میں نے دریغ نہیں کیا قومی خدمت کوئی آسان بات نہیں افسوس ہے کہ آپ کو تمام حالات معلوم نہیں کئی لوگوں نے ایسے ہی اعتراضات مجھ پر اور بعض لوگوں پر بھی کیے ہیں لیکن میں نے ان احباب کو معذور تصور کر کے کوئی جواب نہیں دیا۔

مصری کانفرنس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ تجویز مسلمانانِ عالم کی قومی اور معاشرتی اصلاح کی غرض سے دو سال پیشتر علامہ عصر کی ایک روسی اخبار نویس کی تحریک پر دنیائے اسلام کے سامنے پیش کی گئی تھی لیکن اس بحث کے تھوڑے ہی عرصے بعد ترکی اور ایران میں انقلاب کے آثار نمایاں ہو گئے اور مسلمانوں کی توجہ اور طرف مبذول ہو گئی ترکی کی حالت ابھی تک قابل اطمینان نہیں کوئی عجب نہیں کہ کوئی عظیم الشان تغیر اس ملک میں پھر ہو ایران ابھی انقلاب کے مرحلے سے نہیں گزر سکا مراکو کی حالت سخت مخدوش ہے غرضیکہ موجودہ حالات میں اسلامی دنیا پولیٹیکل انقلابات سے آزاد نہیں پھر کیونکر ممکن ہو سکتا تھا کہ اس قسم کی کانفرنس کا انعقاد کیا جاتا حال کے مصری اور ترکی اخباروں میں جہاں تک مجھے معلوم ہے اب اس پر کوئی لکھنے والا بحث نہیں کرتا۔ لیکن جو مقصد اس کانفرنس سے پورا ہو وہ مکہ معظمہ کی سالانہ کانفرنس سے پورا ہو سکتا ہے افسوس ہے مسلمان اس سے فائدہ اٹھانا نہیں جانتے تاہم مجھے یقین ہے کہ وہ وقت قریب ہے جب مسلمان اس رمز سے آگاہ ہوں گے جو فریضہ حج میں مخفی ہے عالمگیر اسلامی کانفرنس مصر کا میں مخالف نہیں ہوں بشرطیکہ اسلامی ملکوں کی پالیٹکس سے اسے علیحدہ رکھا جائے اور اس کی تجاویز مسلمانوں کی سوشل اور مذہبی اصلاح تک محدود ہوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی

گورنمنٹیں ضرور اسے بدظنی کی نگاہ سے دیکھیں گی میں اس قسم کی تجویز کا جس کا
مقصد مسلمانوں کی بہتری ہو کس طرح مخالف ہو سکتا ہوں، خصوصاً اس لحاظ سے بھی
کہ ایسی کانفرنس کی تجویز اس روسی اخبار نویس کی تحریک سے کئی ماہ پیشتر خود میرے
ذہن میں آ چکی تھی اور میں نے لنڈن میں اپنے دوست شیخ عبدالقادر صاحب سے
اس کا ذکر بھی کیا تھا ایک عام معاشرتی اور تمدنی کانفرنس کے انعقاد سے مسلمانوں کو
ضرور فائدہ ہو گا اور قومیت کی ایک نئی روح ان میں پیدا ہو گی، لیکن یہ مشکل کام
ہے اور اس کے انجام کرنے کے لیے انتہا درجہ استقلال اور عاقبت اندیشی کی
ضرورت ہے عام لوگوں کو یہ تجویز نہایت دل فریب معلوم ہوتی ہے اور منتظموں
کے قومی تخیلات اس سے تحریک میں آتے ہیں مگر وہ لوگ اس کی مشکلات سے آگاہ
نہیں ہیں اور مسلمانان عالم کی موجودہ حالت کے تمام کوائف سے ان کو واقفیت
نہیں ہے بڑا سنبھل کر قدم رکھنا چاہیے اور جب تک ہم کو پورا یقین نہ ہو جائے کہ
کسی بدنتیجہ کے پیدا ہونے کا احتمال ہی نہیں ہے تب تک کوئی عملی کام کرنا شاید
مناسب نہ ہو گا ہندوستان کے مسلمان شاید اور اسلامی ممالک کی حالت کا اندازہ صحیح
طور پر نہیں لگا سکتے کیونکہ حکومت برطانیہ کے سبب سے جو امن اور آزادی اس ملک
کے لوگوں کو حاصل ہے وہ اور ممالک کو ابھی نصیب نہیں ہے بہر حال ابھی اس
کانفرنس کے ہونے کا مجھے چنداں یقین نہیں ہے کیونکہ، جیسا میں عرض کر چکا ہوں،
دیگر اسلامی ممالک کی توجہ اور طرف ہے اور ان کی موجودہ حالت بھی اس کی
متقاضی نہیں ہے۔

پان اسلامزم کا خوف بالکل بے معنی ہے اور فرانس کے چند احمق اخباروں کی

ہرزہ سرائی کا نتیجہ ہے مسلمانان عالم کی کسی ملک میں کوئی ایسی تحریک عام طور پر نہیں ہے جس کا منشا یورپ سے پولیٹیکل مقابلہ کرنا ہو، نہ ایسا خیال ایک ایسی قوم میں پیدا ہو سکتا ہے مسلمانوں کو کلام الٰہی میں امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی تاکید کی گئی یہاں تک کہ پوشیدہ مشورہ کرنے کی بھی ممانعت ہے:

اذا تنا جیم فلا تتنا جو بالاثم والعدون (قرآن مجید 9/58)

آپ کا نیاز مند محمد اقبال بیرسٹر ایٹ لا

The End-----------------اختتام